

شہادت ذوالنورینؑ

بہ ترمیم و اضافہ
طبع شانی

حکیم فیض عالم صدیقی

عرضے ناشر

شہادت سیدنا ذوالنورین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غالباً ۶۱۹ء کے شروع میں طبع ہوئی ہمارے پاس کتاب مذکور کا ایک نسخہ اس وقت پہنچا جب کتاب مارکیٹ میں نایاب ہو چکی تھی۔

ہم لوگ عام متداول تاریخوں میں جو کچھ پڑھتے چلے آ رہے ہیں ان میں اور شہادت ذوالنورین کے مضامین میں زمین و آسمان کا فرق نظر آیا۔ مگر حجب فاضل مولف کے بحوالہ واقعات پر خالی الذہن ہو کر غور کیا تو آنکھوں سے پردے ہٹتے چلے گئے، دماغ روشن ہوتا چلا گیا اور صحیح واقعات تصویریں نیکر آنکھوں کے سامنے اُبھرتے رہے۔

عالم اسلام کے غلام ترین شہید اعظم یعنی سیدنا ذوالنورین جنہیں ۸۴ سال کی عمر میں لگاتار دو ماہ شدید محاصرے کے بعد اکیس دن بھوکا پیاسا سڑ پاتڑ پا کر نہایت شہادتِ ظلم، بربریت اور سہمیت سے جس طرح شہید کیا گیا اس کی مثال تاریخ اسلام میں نہیں ملتی۔ مگر آج تاریخ کا جو ذخیرہ ہمارے سامنے موجود ہے۔ وہ ان عجیبی شہاد ساز شیعوں کی ذہنی اختراع ہے جن کے روحانی آب و جد نے پہلے سیدنا فاروق اعظم کو شہید کیا۔ پھر سیدنا ذوالنورین کو شہید کر کے خلافتِ نبوت کا خاتمہ کیا۔ اور اپنی بدکرداریوں و بد اعمالیوں کی پردہ پوشی اور اپنے بچاؤ کے لئے سیدنا علیؑ کی آڑ لی مگر حجب آپ بھی اُن کی حسبِ مرضی ان کے کام نہ آ سکے تو انہیں بھی شہید کر دیا ان کے بعد سیدنا حسنؑ کو مذل المؤمنین کہا اُنہیں زخمی کیا اور اُن کو شہید کرنے پر تکی گئے مگر وہ بچ کر مدینہ پہنچ کر اصلِ حق ہو گئے تو سیدنا حسینؑ کو گھر گھا کر مکہ سے نکالنے میں کامیاب ہو گئے۔ مگر حجب سیدنا حسینؑ کو فہ سے تین منزل کے فاصلہ پر پہنچے تو انہیں بھی معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ میرا بھی وہی حشر کرنے والے ہیں جو اس سے پہلے میرے باپ اور بھائی کا کر چکے ہیں تو وہ اسی

نام کتاب	شہادت ذوالنورین
مؤلف	حکیم فیض عالم صدیقی
تعداد	ایک ہزار
ایڈیشن	دوسرا
ضخامت	۱۰۴ صفحات
سائز	۱۸ × ۲۲
کتابت	فارسی حبیب احمد جہلم
قیمت	
ناشر	شبان الہدیت ہیل ضلع گجرات
ملنے کے پتے	— — — — —

۱۔ حکیم فیض عالم صدیقی۔ جامع الہدیت محلہ ستریاں جہلم

۲۔ قاضی عبدالقدیر خاموش ناظم اعلیٰ شبان الہدیت ہیل ضلع گجرات

۳۔ حاجی رحمت اللہ امیر جمعیت الہدیت پشاور
جامع الہدیت، چوک فوارہ۔ پشاور صدر

۴۔ مولانا عبدالواحد سلفی محلہ چراغ پورہ لالہ موسیٰ (گجرات)

۵۔ مکتبہ عثمانیہ ۱۶ مسلم لیگ کوارٹر زکراچی

۶۔ مکتبہ عزیز بیہ۔ جامع قدس چوک دانگراں۔ لاہور

مقام سے خلیفہ اسلام کے پاس پہنچنے کے لئے عازم دمشق ہو گئے مگر حیب وہ کہہ بلکہ مقام پر پہنچنے کو انہیں بھی ختم کر دیا گیا۔

اور حیب سلمان تاریخ سازی اور حدیث نویسی میں مصروف تھے تو یہ لگے لگے کچھ عرصہ تک رہے۔ اور ان کے لئے یہ مصروف تھے آج ہمارے ملت کو کچھ متبادل انداز میں موجود ہے وہ انہی لوگوں کی وضعی اور لکڑیہ دفتر پر مشتمل داستانوں کا چرچہ ہے۔

اور اس کی صورت یوں ہوئی کہ آگے چل کر حیب ان لوگوں نے دیکھا کہ احادیث و خبروں میں صحیح واقعات بھی موجود ہیں اور سیرت کا کتابوں میں بھی بعض صحیح واقعات موجود ہیں تو انہوں نے غلط واقعات کو مختلف صورتوں میں بار بار دوبارہ کر کے اس طرح تمام عالم اسلام میں پھیلانے کی کوششیں کیں کہ آج صحیح واقعات کو ان وضعی اور کذبہ واقعات سے الگ کرنا کسی سطحی قسم کے پڑھے لکھے آدمی کے بس کا روگ نہیں رہا۔

اور آج نیت یا بنجاریسید کے ہمارے محراب دبیر بھی عجیب نظریات کے ترجمان ہو کر رہ گئے ہیں۔ ہمارے پریس سے بھی غیر مشعوری اور غیر محسوس انداز میں وہی باتیں دوبارٹی جاری ہیں۔ اس مقام پر مثلاً میں ایک موٹی سی بات عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ازدواج البینی کو یسوا و البنی السقن کا حدس النساء فرما کر نہ بہتات المؤمنین کو بیجا تحقیر مردی عطا فرمایا ہے کہ دنیا بھر کی کوئی خاتون ان کی ہمسر نہیں اور حضور نبی کریمؐ نے سیدہ کائنات حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق فرمایا ہے کہ امیرہ ازدواج میں عائشہ کا مقام ایسا ہے جیسا کھانے میں شہید کا مقام۔ مگر ہمارے محراب دبیر سے آج بھی غلط الامانیۃ النساء فاطر الزہراءؑ کی آوازیں گونج رہی ہیں۔ اگر یہ مقام حضور نبی اکرمؐ کی بات میں سے ہے کسی کو خوش تھا تو وہ سیدہ زہراؑ کی صلوات اللہ علیہا ہو سکتی تھیں جن کی شان میں نبی اکرمؐ نے فرمایا تھا صحیحہ افضل بنا نق

سیدہ فاطمہؑ کا مقام اپنا، سیدہ رقیہؑ الزہراءؑ کا مقام اپنا اور سیدہ ام کلثومؑ کا مقام اپنا۔ یہ تمام بنات الرسولؐ اپنے اپنے مقام کی حامل تھیں مگر سیدہ النساء کے خطاب سے امت المؤمنین کے مقابلہ میں اقی تین شیعوں کو چھوڑ کر صرف ایک کو

تو از امام عیساں اہل سنت، بلا تفریق المحدث، اخاف، شوافع، حنابلہ اور معتزلین امام مالکؒ کے پاس شریعت کی ثبوت نہیں صرف عجمی نظریات کا کالوس ہے۔

اللہ تعالیٰ امام ابن تیمیہؒ کو حبش میں بلند مقامات عطا فرمائے جنہوں نے سب سے پہلے امام سلت کے اس سرطانی چھوڑے کی کٹھنیں کر کے اس پر شتر زنی کی طرح ڈال کر کثمت کو اس سرطانی چھوڑے کی سمیت سے آگاہ کیا۔ اور ان کے بعد امام ابن العربیؒ نے کثمت کو خبردار کیا۔ ابن العربیؒ کے بعد طویل خاموشی طاری رہی۔ ماضی قریب میں تحفہ اثنا عشریہ اور آیات نبیائے کچھ نہیں مگر ان کا مضموع عقاید و اعمال تک محدود رہا۔ الہیہ مرزا جیرٹ نے تاریخی انداز میں اس کام کو نبھایا اور ان کے بعد محمود احمد عباسی نے نظریہ و تشوہد کی زبان میں حقائق کا قریہ پیش کیا مگر تاریخی خلا پڑنے میں سکا۔

اللہ تعالیٰ نے اس سعادت کا سہرا جس مجاہد دین دلت کے لئے تیار کر رکھا تھا وہ عظیم شخصیت اس وقت ہمارے درمیان حکیم فیض عالم صدیقی کے نام سے موجود ہے۔ موصوف نے اس عجیب سازش کے مالدار مالک علیہ سے جس کو کچھ انداز میں ملت کو روشناس کرایا ہے وہ اسی صاحب دل پر مرد کا کام ہے۔

عجمی سازش کہاں سے چھوٹی، کیسے چھوٹی، کیسے پروان چڑھی، اس کے عقائد و اعمال کے شکوے کیسے چھوٹے، ان پیڑوں کی آبیاری کیسے ہوئی اور کس نے کی۔ اسلامی عقائد کے پہلو بہ پہلو عجمی عقائد کس طرح پھیلے پھیلے رہے، مصر، لبنان، دہلی، لکھنؤ، میسور میں ان لوگوں نے کیا کیا، ان کے دین کی بنیاد کس بات پر ہے ان کا رب کون ہے؟ ان کا دین کونسا ہے، ان کی شریعت کیا ہے؟ محمد رسول اللہؐ کی ازدواجی اصحابہؑ کو یہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ یہ سب کچھ نہیں اس پر مرد کی کتابوں ہی سے حاصل ہوا ہے۔

شہادت زہراؑ کی عظیم مطالعہ کے بعد دل میں اس قسم کی آرزو پیش چھلنے لگیں کہ شریعت کی خدمت میں خود حاضر ہونا چاہیے۔ مگر بعض اصحاب سے اس قسم کے تاثرات خبیثہ بن آنے کے موصوف نہایت خشک مزاج قسم کے انسان ہیں اور ایک آدھ مقام

تحت لکھتے ہیں:-

”چند منٹوں میں حکیم صاحب، ایسے گھل گئے کہ میری طبیعت کا تمام خوف و حجاب اور احترام یکے لکھی میں بدل گیا میں اس بات پر مجبور تھا کہ جن دوستوں سے حکیم صاحب کی خشک مزاجی بکترنگ نوائی کا تذکرہ سنا تھا ان کے لئے رب ذوالجلال کے حضور میں عفو و درگزر کی دعا کروں۔“

اسی مضمون میں آگے چل کر لکھتے ہیں:-

اس مجلس میں ہماری گفتگو کا محور زیادہ تر شیعہ عقائد و شیعہ تاریخ اور ازل و اوائل تا اس دور عالم اسلام میں ان کی سازشوں اور لشرہ دہائیوں سے تھا، حکیم صاحب کا مطالعہ اس عنوان پر بہت وسیع ہے اور وہ جو بات بھی کرتے ہیں ان پر باحوالہ کرتے ہیں۔

مزید لکھتے ہیں:-

میں نے اس ماحول سے جو کچھ اخذ کیا اس کے مطابق حکیم صاحب نہایت زہر، ماحول فہم اور دراندیش بزرگ ہیں۔۔۔ ان کا ماحول ان کی دیانت و امانت کا محقق ہے۔

حکیم صاحب کے متعلق حافظ کبیر لوری صاحب کے آخری کلمات جماعت کے لئے نیشنل راہ ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ:-

حکیم صاحب کو اس بات کا شدید فکر ہے کہ جماعت کے مسلمانین رواج اور سطحی کاموں میں اپنی توانائیاں صرف کر رہے ہیں۔ لیکن کئی ایک بنیادی اور علمی کام ایسے ہیں جن کی طرف کماتوجہ توجہ مبذول نہیں کی جا رہی۔

(مفت روزہ اہلحدیث ۲ اکتوبر ۱۹۸۸ء)

سے بھی سننے میں آئے کہ موصوف کسی حد تک تکبرین حدیث کے ہنوا ہیں بہر حال ہم چند اجاب پر حیر بادا یاد کر دیتے ہوئے اس پر بزرگ کی خدمت میں پہنچے چند خطبات میں ہی معلوم ہو گیا کہ موصوف کا خشک مزاجی کی ہوائیاں اڑانے والے بات خود احساس کہتری کا شکار ہیں اور یہ انہیں اپنی خود ساختہ مزعومہ دینی تدریسی کو موصوف کے قسم کے خطرات لاحق ہیں۔ ہم نے اتنا شفیق و خوش خلق، حیر اور شہدے دل و دماغ کا انسان کہاں کیا تھا۔ ہم نے اپنی صحبت میں ہی قسم کے اعتراضات کی ایک طویل فہرست آپ کے سامنے کر رکھی تھی۔ اور ساتھ ہی ذہن میں پختہ شدت کے پیش نظر ہر قسم کی جھڑپوں کے لئے تیار ہو گئے۔ مگر وہاں تو دور دور تک خشک مزاجی تو درکنار معمولی سی ناگواری کا اثر تک نظر نہ آیا اور نہایت خندہ پیشانی سے ہمارے اعتراضات کے ایسے جوابات سے ہیں متعجب فرمایا کہ طبیعت میں اطمینان ہی نہیں بلکہ ایک گونہ سکون سا محسوس ہونے لگا۔

اور اس کے بعد یہی سچہ نہیں کہ اہل علم ایک بار راجہ ہونے کا معمول بن گیا۔ اور اب توبہ کبیعت ہے کہ جب تک حاضری ہوں ایک فلاں محسوس ہوتا ہے گویا میری حاضری اب ہمارے روحانی غذا بن گئی ہے۔ حکیم صاحب کے جذبات حضور نبی اکرم کی ذات اقدس کے متعلق نہایت ہی نازک ہیں اور دروازہ مطہرات اہمات المؤمنین کی ذات قدسہ اور صلاہت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق قرآن و احادیث کی روشنی میں جس طرح موصوف تذرائع عقیدت پیش کرتے ہیں کا خشک بہت اور ذرا غت ہو تو اسے ضبط تحریر میں لا کر ملک و قوم کے سامنے پیش کیا جاتے۔ یہ فدا ہے رسول و ناسخ و نداد و زہد مطہرات علیہ السلام سے صحابہ اپنے جذبات کے بحر زخار سے موتی رول رول کر نکالتا رہے اور ہم اپنی جھولیوں میں سب سے بھر کر قوم کے سامنے لٹکتے رہیں۔

اپنے ان اثرات میں ہم منفرد نہیں۔ بلکہ جو بھی ایک بار اس مرد پیر کی خدمت میں پہنچ گیا وہ کچھ حاصل کر کے ہی اٹھتا۔

چنانچہ جمعیت اہلحدیث کے مشہور خطیب، ادیب، راہنما اور صحافی حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم کبیر لوری ایک محقق اور صاحب دل بزرگ سے ملاقات کے عنوان کے

اس حقیقت سے کسی کو انکار کی خیال نہیں کہ حکیم صاحب دس سال سے اصلاح قدماء اور طوطی گریج کے کام میں نہایت نامساعد حالات کے باوجود اپنے مخصوص انداز میں اپنے حق کی تمام توانائیاں، اپنے حق کی تمام صلاحیت اور اپنے ذہن کی آخری کوئی تک اس دیوانگی کی عینیت پر مضامین ہوتے ہیں۔

نشانیان اصلحہ دیشے میل ضلع گجرات کے کارکن اپنے ابتدائی ایام سے ہی یہ داعیہ لے کر میدان عمل میں آئے تھے کہ معاشرہ کی ذہنی راہ رویوں کی اصلاح کے لئے خواہ وہ زندگی کسی شغور سے متعلق ہوں اپنے آپ کو مجاہدانہ وارد قف کئے رکھیں گے اور اللہ تعالیٰ کا ہر جزا فرما کر ہم لوگ پہلے دن سے انیم اپنے آپ سے کئے گئے مواعید پر عمل پیرا ہیں تبلیغی انداز میں آج تک بیسیوں اجلاس منعقد ہو چکے ہیں جن میں ملک کی ملت کی انجمن غنیوں کے خطاب ہو چکے ہیں۔

اور علمی انداز میں شہادت سینما ذوالنورین کے دوسرے ایڈیشن کی طباعت ہمارا پہلا قدم ہے ہم حکیم صاحب کے بے حشمتوں احسان ہیں کہ مصوف نے بغیر کسی مطالبہ یا شرط کے اس کے دوسرے ایڈیشن کی طباعت کے کئی حقوق شہان الہدیت میل کو دیدیئے ہم اُمید کرتے ہیں کہ حکیم صاحب انشاء اللہ آئندہ بھی اپنی تالیفات کی طباعت اور نشر و شاعت کی سعادت سے ہمیں محروم نہیں فرمائیں گے۔

(حافظ تہاضی عبدالقدیر خاموش

ناظم اعلیٰ شبان الہدیت میل ضلع گجرات

یکم جنوری ۱۹۶۹ء

شبان الہدیت میل ضلع گجرات اپنے محسن اور مہاجری رحمت اللہ صاحبہ ظلم کی سرپرستی پر جس قدر فخر و ناز کرے کہ ہے جن کی سرپرستی اور مالی تعاون سے ہم اپنے لائے عمل کو نہایت آسانی سے سر انجام دے رہے ہیں۔

شہادت سیدنا ذوالنورین

مقدمہ طبع ثانی

۱۹۶۵ء میں شہادت ذوالنورین طبع ہوئی جس پر ماتامہ مثقال، شمس الاسلام

اور حضرت روزہ چٹان۔ خدام الدین اور الاسلام نے بھرپور تائیدی تبصرے لکھے۔ ہفت روزہ الانصاف میں بھی صلاح الدین ندیم صاحب نے حوصلہ افزائی فرمائی۔

پہلا ایڈیشن اپنی معنوی اقداریت کی وجہ سے چند ماہ میں ختم ہو کر نایاب ہو گیا اور دوسرے ایڈیشن کے لئے تقاضے شروع ہو گئے۔ مگر میں اپنی بھرپور تبلیغی مصروفیات نیز خانگی امور کی وجہ سے اس طرف توجہ نہ کر سکا اچانک شبان الہدیت میل ضلع گجرات نے دوسرا ایڈیشن شائع کرنے کے ارادے کا اظہار کیا تو میں نے یوں محسوس کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بہت بڑے فریضہ کی ادائیگی سے سکون فرما دیا ہے۔

شہادت ذوالنورین کی شاعت پر جن دینی اور علمی حلقوں اور جن اکابرین ملت کی طرف سے تائیدی اور تصنیف خطوط ملے ان کے ذکر کی یہاں ضرورت ہے نہ ناگاہکہ البتہ چند ایک کتابوں سے اس قسم کے خطوط موصول ہوئے کہ کتاب کے بین السطور سے سیدنا ذوالنورین کی شہادت کی ذمہ داری کے متعلق اس قسم کے اشارات کا اظہار ہوتا ہے کہ سیدنا علیؑ کا اس فعل میں ہاتھ تھا اور یہ بات مشاجرات صحابہ سے بڑھ کر شان صحابہ کے تقاضا ہونے کے مترادف ہے میں اس موقع پر اس حقیقت کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ عجیب بات کے یکطرفہ پردہ گنڈہ سے مسلمانوں کے قلوب و اذہان میں کچھ اس قسم کے تاثرات جاگزیں ہو چکے ہیں کہ سیدنا علیؑ یا حضرت عیسیٰؑ کے حالات قابلِ گستاخ و قہر یہ تصور بھی نہیں کرنا چاہیے کہ ان سے کسی قسم کی لغزش سرزد ہوئی ہے۔ مگر ایسا کہنے والے ہی بے دلیغ قراطس و قلم کے ذریعے اور

حجابِ زمینی کی طرف سے سیدنا ذوالقرنین کی ذاتِ اقدس کے متعلق کذبِ فاضل پر مشتمل بہتانات کو دہرائے جلتے ہیں اور اگر کسی دوسرے مقام سے ان کے مروجہ نعتِ بات کے خلاف صحیح احادیث اور متین دلائل و شواہد کی روشنی میں کوئی ہلکی سی آواز بھی انکشافِ حق کے ضمن میں پیدا ہو جائے تو یہ حجبِ دھارِ شرع ہو جاتی ہے۔ اس کی طرف تفریق پر اس کے سوائے کیا کہا جاسکتا ہے کہ ایسے افراد پر ایسی سطحی سوچ کی بنیاد پر زمانہ میں صرف مسابقت کے ترجمان ہی بن کر سامنے آتے رہتے۔

ایک صادق الایمان مسلمان کا ایمان ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سب کے سب جنتی ہیں اور ان کے لئے جہنم کے صحابی کے ایمان کے مقابلہ میں بھی اُمت کے تمام اتقیا و صلیوا و اعطیوا علی غوث، قطب، اوتار، ابدال اور اولیاء اللہ کے تمام اعمالِ حسنہ اگر جمع کئے جائیں تو ایک صحابی کے ان لمحاتِ محبتِ نبوی کے عشرِ عشر کے مقابلہ میں بھی پہنچ نہیں جو اس نے نبیِ علیہ السلام کی صحبت میں گزارے۔ گردہ معصوم نہیں تھے۔ بلکہ ظاہرِ شریعت ان میں سے چٹا ایک زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر کسی ناگوار قسم کی حرکت کے ارتکاب سے اپنا دامن دیکھنے سیدنا صاحبِ بنِ ابی بلتعہؓ سیدنا ماعزؓ اور وہ خاقان جو حالتِ نبی علیہ السلام کی خدمت میں بار بار حاضر ہوتی ہیں اور ہر بار انہیں واپس کیا جاتا رہا۔ بلکہ تفصیل کے لئے مصنف عبدالموتقی جلد ۱۰ مطبوعہ عربت صفحات ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷

رَبَّنَا اغْنِنَا لَمَنَّا وَلَا خَوْفًا عَلَيْنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا
غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا بِالْحَقِّ

میں کسی دوسرے مقام پر سیادت کے بغیر ONE WAY TRAFFIC کے متعلق واضح کر چکا ہوں
مگر ان لوگوں کی اس چال بازی سے مسلمانوں کے اندر نکتہ کے رکھ دینے کی دوسری سیاحت کے
متعلق جو چاہو کہتے جاؤ۔ مگر سیدنا علیؑ کا نام درمیان میں آئے تو مشاجرات صحابہؓ کی
تولایہ میان سے نکل آئیں گی۔

ایسے لوگ ان حقائق سے قطعاً بہرہ ہیں کہ صحابہؓ پر کرم معصوم نہیں تھے اور سیدنا
علیؑ بھی انہی صحابہؓ پر کرم میں سے ایک تھے۔

بیک خندق میں سیدنا
علیؑ کے ہاتھوں ایک توے سا پیر قوت کا مارا جانا مسلم و مسند یار کی خیالی داستانوں کے
متزاد قرار دے کر مجھ پر یہ کہ بیان کرنا گویا موجب نجات ہے۔ مگر ان تیرہ چودہ سال
نوجوان لڑکوں کو مؤذوم و معاذ کا ابوبہل جیسے کافر کے قتل پر انہیں ہدیہ سلام پیش کرنا مشائخ
صحابہؓ ہو گیا۔

غزوہ اُحُد میں سیدہ ام عمارہؓ دیوانہ وار حضور صادق و مصدقؐ کے آگے پیچھے سینہ
سپہ ہو کر فوج کی طرف سے اٹنے والے تیروں کے سلسلے کو ہال ہی ہوئی ہیں اور حضورؐ کو مٹانے ہیں
اُم عمارہؓ تم پر میرے مال باپ تیرا بیٹا مگر سیدہ فاطمہؓ کا حضورؐ کے زخموں میں کپڑا جلا کر رکھنا
آج ہر مقام پر شال کے طور پر بیان کیا جاتا ہے حالانکہ سیدہ صدیقہؓ بھی ان کے ساتھ موجو
ہیں۔ مگر سیدہ صدیقہؓ کا کبھی کسی نے بھول کر بھی نام نہیں لیا۔

قرآن وحدیث کا مطالعہ کرنا اور ان کو سمجھنا اور بات ہے اور انہیں جانتے ہوئے
گزر جانا اور بات ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں قرآن وحدیث کے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔
سیدنا علیؑ کا اس وعدہ کے باوجود کہ میں سیدہ فاطمہؓ کی موجودگی میں دوسرا نکاح نہیں
کروں گا ابولہب کی لڑکی سے نکاح کا ارادہ کرنا اور حضورؐ کا المعصومین کا نہایت رنجیدہ
اور غم زدہ ہو کر مسجد نبویؐ میں خطبہ ارشاد فرمانا جہلاً کی نظر میں سیدنا علیؑ کے لئے موجب

فخر و میا بات ہو سکتا ہے۔ مگر اس ابوالعاصؓ بن ربیع کے متعلق کسی مقام پر سرسری طور پر تعریف
کرنا بھی مشاجرات صحابہؓ کے زمرے میں گھسٹ لیا جاتا ہے جو ابوالعاصؓ اوش پر بھجوریں اور
سنو لارک شہبؓ یا شہم میں بانگ دیا کرتا تھا حالانکہ ابھی اسلام نہیں لایا تھا اور نبی علیہ السلامؐ
فرمایا کرتے تھے کہ ابوالعاصؓ نے دامادی کا حق ادا کر دیا ہے۔ اور یہی ابوالعاصؓ ہیں جنہوں
نے سیدہ زینبؓ سے نبوت رسول اللہؐ کی وفات کے بعد نبی کوئی نکاح نہ کیا۔ یہ سیدہ زینبؓ
دیہی ہیں جنہیں نبی علیہ السلامؐ نے افضل بناتی فرمایا تھا۔ مگر آج ذلتسا العلیٰ بنی سستن کا حد
من النساء کے صریح خلاف سیدہ فاطمہؓ کو ہر فرقہ کے شہیب اپنے خطبات میں سیدہ
النساء فاطمہؓ الزہراءؓ کو کہہ دیکر کرتے ہیں۔ مگر یہاں اُہمات المؤمنین کے بجائے ثبات الرسولؐ
کا نام لینا ہی ضروری تھا تو وہ سیدہ زینبؓ ہو سکتی تھیں مگر اس قسم کے حقائق کا انکشاف
سیادت زدہ فہموں کے لئے مشاجرات صحابہؓ میں اتنے سیدنا علیؑ کی تہن سے دلیسی پر
کیا ہوا تھا کہ ان کے صحابی سامعین کو نبی علیہ السلامؐ کی خدمت میں عرض کرنا پڑا تھا۔ مگر
سید اللہ خاں نے بخاری کی روایت کے مطابق کہ سیدنا علیؑ نے سچ ماہانہ سیدنا صدیق اکبرؓ
کے ہاتھ پر بیعت دیکھی تھی کہنا جرم ہے مگر اس جلیل القدر انصاری صحابی سعد بن عبادہؓ کے
مستغرق بار بار دہراتے چلے جائیں کہ انہوں نے سرے سے بیعت ہی نہ کی تھی ان کے نزدیک
کوئی گناہ نہیں سیدنا علیؑ کے متعلق کہنا کہ انہوں نے ہرمزان مجوسی کے قاتل سیدنا
عبید اللہؓ کو بارہ سال ابھر گرفتار کرنے کا حکم دیا جس میں مقتول مجوسی کے مسلمان بیٹے زعفرانؓ کو ملے
بقول طبریؓ اللہ کے لئے معاف کر دیا تھا سخت تو ہیں ہے۔ مگر سیدنا عبادہؓ الذہبیؓ کو یہ کہتے
چلے جائیں کہ انہوں نے اپنے شہر اہل رشتہ وادوں کو عامل بنایا تھا حالانکہ سیدنا علیؑ کا
واقعہ صحیح ہے اور سیدنا عثمانؓ کے متعلق صریحاً بہتان تراشی کی گئی۔

سیدنا علیؑ کا نام نہاد نو مسلم مجوسی و یہودی قاتلین عثمانؓ سے خلا لا کر یا عین روح
اسلام ہے۔ مگر یہ سنا یہ ہر مردان معاصرؓ رسول کا سیدنا عثمانؓ کا سیکڑی ہونا بہت
بڑا جرم ہے سیدنا علیؑ کا غزوہ تبوک کے موقع پر نبی علیہ السلامؐ کے حکم کے خلاف مدینہ
میں چھوڑ دیا ہونا ان کا ایک ظلم کا نام ہے مگر سیدنا ذوالنورینؓ کا نبی علیہ السلامؐ کے ارشاد

کے مطابق سیدہ قتیبہ الزہراء کی تیار داری کی وجہ سے بدر میں شامل نہ ہونا نہایت قابل اعتراض فعل ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ ایک صحابی کی غرضیں عین اسلام ہیں اور دوسرے کے عین اسلامی افعال بھی ناقابل معافی جرم گناہ تیرہ سو سال سے یہودیوں کے گٹھ جوڑ کی ککسال سے جو جھوٹے سکے ڈھیل ڈھیل کر ہمارے خزانے میں غلط ملط ہو کر ہمارے ہاتھوں تک پہنچے کرے ہیں جنہم نے انہیں پر رخصت سمجھ لیا ہے! امتداد زمانہ نے ہماری بچان کی صلاحیتیں ہی سلب کر لی ہیں صحابہ کرام کے متعلق مسلمانوں کا ایمان یا ہیثم اقتداء ہیثم کے مرکز کے گرد گھومتے ہوئے ہمارے کئی نجات کا موجب بن سکتا ہے اور جن کے دل میں کسی صحابی کے متعلق ایک شخص اس کے ہزاروں حصے جتنا بھی بعض ہو گا وہ اسے جہنم میں لے جاتا یا سبب ہو سکتا ہے۔

صحیح واقعات بیان کرنے سے یہ نتیجہ کیسے اذکر لیا جاتا ہے کہ فلاں کے دل میں فلاں صحابی کے متعلق بغض یا یا یا ہے اللہ تعالیٰ ایسی سلی سوج سے اپنے امن میں رکھے۔ ایک سچا مسلمان اصحاب کا انجام پر ایمان رکھتا ہے اور اسے موجب نجات سمجھتا ہے یہ سطور یہاں لکھنے کی اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ شہادت ذوالنورین کے سلسلہ میں اکثر مقامات پر سیدنا علیؑ کا ذکر کیا ہے جس سے بعض سبائغہ لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات کے چھچھوے در در راتے نظر آتے ہیں۔ انہیں ایک رافضی کی تالیف الامامۃ والایستہ کو ماخذ قرار دے کر لکھی ہوئی کتابیں تو عین اسلام نظر آتی ہیں مگر ان اور صحیح احادیث کی روشنی میں مرتب کردہ شہادت ذوالنورین سے بعض علیؑ کی بوجھس ہو گئی لا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔

شہادت ذوالنورین پر ہر ایک بھکر کے اہم ترین جرائد کے تبص

ماہنامہ میثاق لاہور (دجولائی ۱۹۷۷ء)

اس کتاب کے صفت جناب مولانا حکیم فیض عالم صدیق صاحب ایک صاحب علم شخصیت ہیں وہ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ اسلامی تاریخ کے موضوع پر گہری نگاہ رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کی قلم سے بہت سی مفید کتابیں لکھی جا چکی ہیں جو شائع ہو چکی ہیں۔ اور ان کتابوں نے قبول عام کا مقام حاصل کیا ہے۔ ایک خاص گروہ نے امت مسلمہ کو تقریر میں ٹٹولنے کے لئے محبت اہل بیت کے نظریے کے تحت اکابر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر یا غصہ و بغض خالقے راشدین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پیدا کرنے کی سلسل کو شمش کی ہے آج بھی یہ گروہ اپنے کام میں پہلے سے بھی زیادہ مستعد ہے۔ اس گروہ نے اپنے سیکٹم کا بدنت سب سے زیادہ حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی ذات اقدس کو بنایا ہے۔ تیرے نظر کتاب اپنے عنوان کے لحاظ سے تو شہادت ذوالنورین سے نامزد کی گئی ہے اور اس میں زیادہ تر شبہات غلط فہمی کی شہادت کے تحقیق اسباب و علل کا اظہار کیا گیا ہے لیکن پوری کتاب کے بین السطور ان غلط اور گمراہ کن باتوں کا ابطال موجود ہے جن کا سمجھا کر اسے کو ایک خاص گروہ امیر المؤمنین، امام عادل اور شہید مظلوم حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے متعلق سوئے وطن پیدا کرنے کی مذموم حرکت کرتا ہے۔ شہادت عثمانؓ کے کھن میں تاریخ کے صحیح اور حقیقی خدو خال سے واقفیت کے لئے اس کتاب کا مطالعہ انشاء اللہ انتہائی مفید ہو گا۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں درجہ کے انسان ہیں اور جس بیعت کے مسلمان ہیں اس کے لئے قرآن وحدیث کے دلائل اتنے ہیں کہ ان کا جمع کرنا بھی مشکل ہے لیکن وہ ذاتِ اقدس میں سے لہجائے حدیث نبویؐ شرم کھاتے تھے آج بدد، مادرِ آزاد، مٹھا شرم نہیں کھاتے اور اس عظیم ترین انسان کو بچھڑا چھلانے کو حقیقہ "کا نام دیتے ہیں تاہم نکل فرعون موسیٰ کے اصول کے پیش نظر سردارِ دور زمانے میں ایسے لوگ موجود رہے اور ہیں جنہوں نے ہر طریق سے اہل ذلیف و فسادات کا مقابلہ کیا اور ان کی بھیلانی ہوئی غلط فہمیوں کا پردہ چاک کیا۔

جناب حکیم فیض عالم صاحبِ صدیقی ایسے ہی لوگوں میں سے ہیں۔ جو حق کے حمایت کے لئے ہر وقت کمر بستہ رہتے ہیں۔ موصوف جو اس سے قبل کئی ایک قیمتی کتابیں لکھ کر اہل انصاف سے داد حاصل کر چکے ہیں اپنی اس تازہ کتاب میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی سیرت و کردار پر بڑی خوبصورت اور تحقیق سے قلم اٹھایا اور فتنہ سبائیت کی حقیقت کو اہل شریعت کے بقول بوضوح سلجھ دیتی قرین کفایہ ادا کیا ہے۔

ہم ٹپے سے لکھے لوگوں سے گزارش کریں گے کہ وہ جماعتی اور گروہی تعصب سے الگ ہو کر اس کتاب کا مطالعہ کریں بخدا کرے کہ یہ کاوش ان غلط فہمیوں کے ازالہ کا باعث بن جائے

۳۔ ماہنامہ شمس الاسلام مجیدہ (اپریل ۱۹۷۷ء)

زیر نظر کتاب کا موضوع سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کی شورش اور آپ کی شہادت کے اسباب پر پردہ اٹھانا ہے۔ اس موضوع پر اب تک جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عبد اللہ بن سبا اور اس کے ساتھیوں نے امت مسلمہ کی ترقی نو کئے اور اس کو مبینہ کے لئے اندرونی خلقت سے دھجھا کر کرنے کی سازش کی خلافت کو منہم کرنے کے لئے عمال پر بے اصل الزامات عائد کیے اور عامۃ المسلمین کے اندر ایک عام بے یقینی پیدا کرنے کی کوشش کی نتیجہً انہیں کچھ مہنوا حاصل ہو گئے جن کی مدرسے انہوں نے مدینہ منورہ پر یروش کی سیدنا عثمان غنی نے ان کے اعتراضات کا موٹ جواب دے کر اشدافاع کیا لیکن ان کے اوپر تلوار اٹھانے کی شدت سے مخالفت کی۔ اس طرح انہوں نے ایذا حق دے دیا مگر مدینہ الرسول کی بے یقینی کی اجازت نہ دی۔

تاہم اسے صحت نے اس عام نقطہ نظر میں اتنا اضافہ دیا کہ اسے ان سبائیوں کو خود صحابہ کرام کے اندر متفرد بنوا دل گئے تھے حضرت فاروق اعظمؓ کی شہادت بھی اسی سازش کا نتیجہ تھی۔ مگر اس وقت صحابہؓ کے اندر اس کا تاثر نہ تھا اصل میں بعد کے چند رسالوں میں بعض اکابر صحابہؓ بھی اس مشن سے وابستہ ہو گئے تو سازشی کھل کر سامنے آ گئے اور انہیں ہجرات ہو گئی کہ قہرِ خلافت کو ہی محاصرہ میں لے لیں۔ چونکہ عمال کو مدینہ کے اندر سبائیوں کے ساتھیوں کی طاقت کا اندازہ نہ تھا اس لئے باہر سے وہ خلیفہ کو کوئی مدد بھیج سکے جس کے نتیجہ میں سازشی اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے صحابہؓ کے اندر نہ تو لوگ اس تحریک کو قوت پہنچانے کا ذریعہ بنے اس سوال کا ہر اتنا اذیت طور پر کتاب سے نہیں ملتا لیکن اشاروں کنایوں پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مصنف اس کی ذمہ داری بخود اٹھم اور خصوصاً حضرت علیؓ پر ڈالتے ہیں۔ اس دعوے کے ثبوت میں انہوں نے ریخ کی کتابوں سے بعض شواہد بھی پیش کئے ہیں۔ لیکن زیادہ انھیں در واقعات سے استنتاج کا ہے۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ اتنی بڑی بات کہنے کے لئے مضمون کو شواہد سے مزین دلائل کو نہ مقرر کر دے۔ روزِ ہر تہاری شبہ میں پڑ جائیگا

حضرت عبید اللہ کا یہ فعل ناقص قتل کے ضمن میں شمار نہیں کیا جاسکتا پھر
سیدنا عثمان کا یہی طرف سے خون بہا اور کرنا قطعاً غلط ہے

مگر سیدنا علیؑ ایک عجیبی نوعیت کا قاتل کوہر حال میں قتل کرنا جانتے ہیں۔ اور
جب بس نہیں پلت تو وقت کے انتظار میں خاموش رہتے ہیں اور جب قاتلین عثمان
نام نہاد خلافت کا تاج ان کے فرقہ انور پر کھتے ہیں تو وہ مسکے پہلے عبید اللہ کی
گرقتاری کا حکم جاری کرتے ہیں مگر عبید اللہ کو اپنی موت پہلی والدہ سیدہ اُم کلثومؓ
سبب علیؑ اپنے باپ کے عندیہ سے واقف ہو کر شام کی طرف بھاگ جانے کا مشورہ
دیتی ہیں۔ فیاض تبرہ نگار تو سیدنا عثمانؓ کے قتل کے متعلق پوری کتاب پڑھ
جانے کے بعد شواہد کی تشنگی محسوس کرتے ہیں مگر یہ سلسلہ تو فاروق اعظمؓ کی
شہادت تک جا پہنچتا ہے۔

۴۔ سیدنا حسنؓ کو دھوکہ کرتے ہوئے دیکھ کر سیدنا علیؑ فرماتے ہیں۔ بیٹے ابھی طرح
دھوکہ دو تو حسنؓ عرض کرتے ہیں ابھی کل آپ نے ایک ایسے شخص عثمانؓ کو
قتل کیا ہے جو مجھ سے بہت اچھا و فضول تھا اور سیدنا علیؑ اپنے بیٹے کا یہ کڑوا
جواب سنا صرف یہ کہہ کر خاموش ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان مظلوم عثمانؓ کی محبت
زیادہ عطا کرے۔ (ذکر القیامۃ ص ۱۲۷) مولفہ سید عبدالرشاد سابق صدر سوسائٹی مینبر مشرق
میز چمکیے: ماہنامہ تبلی و دین جلد ۱۲ شمارہ ۳-۲ بابت ماہ اپریل دئی ۱۹۶۷ء ص ۹۵

۵۔ سیدنا ذوالنورینؓ کے طلب کرنے پر سیدنا علیؑ اپنے اور حبیبہؓ یا توں میں بھی پیدا ہوئی
تو تمام حاضرین نے واضح شکاف طور پر کیا کہ آپ ہی قتل عثمان کے ذمہ دار نہیں گئے
اور آپ یہ سن کر اپنے غصہ کو برداشت نہ کر سکتے اور دل سے شریعت سے گتے۔
مزید شواہد اور نظائر کے لئے سیرت صدیقہ کے کائنات کا مطالعہ ضروری ہے۔

استدلال:-

اس صورت میں بعض نام نہاد سمجھ قصبہ کے افراد شاید یہ کہیں کہ سیدنا علیؑ کا مقام کیا
رہ جاتا ہے ان کی نظر اس حقیقت تک نہیں پہنچ سکی کہ عصمت اور جبریت اسے ایسا بیت

لیکن فیاض مصنف کا ہنوا ہونے میں شاید مشکل محسوس کرے۔ کتاب میں ضمنی طور
پر شریعت کی وسیع کاریوں کو خوب بے نقاب کیا گیا ہے۔ حاشیوں سے معلومات میں مل
ہوتا ہے۔ کتاب کا پیش لفظ پروفیسر یوسف کاسیم جتتی کے قلم سے ہے۔
مجموعی طور پر یہ کتاب اچھی ہے اور سوچنے کا مواد فراہم کرتی ہے۔
جائزہ ۵:-

فیاض تبرہ نگار نے لکھا ہے کہ مصنف شہادت عثمانؓ کی ذمہ داری
نبوہاشم اور خصوصاً حضرت علیؑ پر ڈالتے ہیں اور واقعات کا اظہار استعجاب
پر ہے اتنی بڑی بات کہنے کے لئے مضمون کو شواہد سے مزید بدل کر
کی ضرورت ہے۔

یہاں چند باتوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔
۱۔ فتنہ نکث فاغانیک علی نقشب کی روشنی میں صاحب بھیرت اصحاب کو دعوت فکر
دیتا ہوں کہ قاتلین عثمانؓ کی سرپرستی کا کیا مطلب؟

۲۔ اکثر کے لئے یہ فرماتے کا کیا مطلب کہ اکثر میرے لئے ایسا ہے جیسا میں
علیہ السلام کے لئے تھا۔ اس کی ان روشنی کے بعد سو خوش کرنے کی کیا ضرورت
تھی۔ اور اس کی موت پر میرے کہنے کا کیا مطلب؟ کیا سیدنا علیؑ اس بات سے
بے خبر تھے کہ اکثر اور اس کے ساتھی بھی عثمانؓ کے قاتل تھے۔

۳۔ ذرا نظر کو دوڑے جائیں اور دیکھیں کہ ہرمزان عجیبی کے قاتل عبید اللہ بن عمرؓ کو
ہرمزان کا ولی الدم اس کا بیٹا قاذبان جو سچا مسلمان تھا بقول طبری قتل نہ لہ
اللہ کی خوشنودی کے لئے معاف کر دیتا ہے۔

۱۔ اس مقام پر اس بات کا اظہار بھی ضروری معلوم ہوتا ہے یعنی جو لوگ بہکتے
ہیں کہ سیدنا عثمانؓ نے اپنے مال سے ہرمزان کا خون بھا اور اکرے عبید اللہ
کو آزاد کرایا تھا وہ بالکل غلط ہے۔ ادل تو ایک غلام کے قتل کے قصاص
میں ایک آزاد آدمی کو اس کے قصاص میں قتل ہی نہیں کیا جاسکتا دوسرے

و چونکہ سیدنا صاحبزادے سے جو فعل سرزد ہوا تھا وہ قابل گردن زدنی تھا۔ اور سیدنا باروق اعظم کو یہ کہہ کر منع فرمایا تھا کہ غم نہ نہیں جانتے کہ یہ بدی ہے۔

اگر ایک عام صحابی کا بدی ہونا اس کی تمام لغزشوں کا کفارہ ہو سکتا ہے تو سیدنا علیؑ جیسے بلند مرتبہ صحابی کا جو عشرہ عشرہ میں بھی شامل ہوا۔ اصحاب شجرہ میں بھی شامل ہو رہی تھا کا داماد بھی ہو اس کے جنتی ہونے کی بشارتیں بھی موجود ہوں۔ ان سے اس قسم کی لغزشوں کا صدور ممکن نہ ہوگا۔ ان کے مقام صحابیت میں کسی کا موجب نہیں ہو سکتا صحابہ کرامؓ سے اس قسم کی لغزشوں کا صدور ایک نئی اور ایک امتی کے درمیان ایک قسم کی حد فاصل ہے۔ یعنی نبی معصوم ہے مگر کوئی امتی معصوم نہیں ہو سکتا۔ ناخفہ فتنہ!

ہفت روزہ چٹان (۵ جولائی ۱۹۷۷ء)

۴

مسلمانوں کے خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ کے بارے میں تحقیقی مواد نہ ہونے کے برابر ہے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر تو خود رسول اکرمؐ نے خود مصطفیٰ ہی نے دی ہے۔ لیکن انہیں بے گانوں نے جس طرح اس دن تک محصور کر کے جھوٹا اور بیاس سے ٹیڑھا کر پا کر شہید کیا اس کی مثال پوری تاریخ انسانی میں نہیں ملتی یہ اور بھی انتہائی کمرنگ بات ہے کہ کسی کو ویران جگہ محصور کر کے شہید نہیں کیا گیا بلکہ انہیں دار الحکومت میں ہی شہید کیا گیا۔ اور اس وقت حضرت علیؑ صرف زندہ تھے بلکہ ابوالخیر اور نصیر کن جیٹ تھے۔ حضرت عثمانؓ نے نبیؐ اور خود حضرت رسول اکرمؐ کو مصطفیٰ کی خدمت میں حاضر ہونے اور اسلام کی حقانیت پر ایمان لائے۔ اسلام کا تافذ و تائید کیا اور پھر ایک دوراً لیکر رسول اکرمؐ نے اپنی حقیقی بیٹی سیدہ رقیہؓ کا نکاح اپنے اسی جان نثار حضرت عثمانؓ سے کیا۔ پھر صدیق حضرت رقیہؓ کا انتقال ہو گیا تو رسول کا نکاح اسے اپنی دوسری بیٹی سیدہ ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیا۔ اس طرح حضرت عثمانؓ ذوالنورینؓ (دور دالے) کہلائے۔

فاضل مصنف محترم حکیم فیض عالم صدیقیؒ نے اپنی اس کتاب میں نہایت تحقیق کے بعد واقعات کی نقاب کشائی کی ہے۔ اور جو کچھ اصل تاریخی حقائق کا جاننا چاہتے ہیں اور اسلام کے ابتدائی دور میں ہونے والی سازشوں کا اجمالی خاکہ معلوم کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے یہ کتاب عظیم بہر ثوابت ہوگی۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنی آگھوں سے تعصب کی پٹی اتار کر اس کا مطالعہ کرے۔ اسے خود معلوم ہو جائے گا کہ یہودیوں اور ان کے اجدادوں نے آج تک مسلمان قوم کو کس طرح تاریخی وجوہات کے گڑھے میں پھیل رکھا ہے ہم اس اچھی تائیف اور محنت شاقہ پر فاضل مصنف حکیم فیض عالم صدیقیؒ کو بہر ثوابت پیش کرتے ہیں۔

لے: تعلیقہ ذوالنورینؓ از مولف:۔ ذوالنورینؓ کا عام مفہوم و مطلب صرف اس قدر ہمارے سامنے پیش کیا جا رہا کہ سیدنا عثمانؓ کو اس لئے ذوالنورینؓ کہا جاتا ہے کہ جبکہ بعد کے حضور صادق و مصدوقؑ کو اس لئے ذوالنورینؓ کہا جاتا ہے کہ انہیں اگر صرف اسی فضیلت کی وجہ سے سیدنا عثمانؓ ذوالنورینؓ کہا جاتا ہے تو سیدنا ابی العاصیؓ بن بیج اور سیدنا علیؑ بن عبد مناف کو بھی ذوالنورینؓ کے القاب سے مقلد کیا جانا چاہیے تھا۔ گو یہ بھی ایک وجہ فضیلت ضرور ہے مگر قرآن نے کسی مقام پر کسی بھی شخص سے رشتہ داری کو وجہ فضیلت قرار نہیں دیا سیدنا عثمانؓ کو ذوالنورینؓ کہنے کا وجوہات اپنے اندر چند اور اہم ترین حقائق سمیٹے ہوئے ہیں۔

- ۱۔ آپؓ نے لوجہ اللہ و دار بھرت فرمائی ہجرت حبشہ کے موقع پر نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت لو ط کے بعد عثمانؓ کو یہی یرثون عطا ہوا ہے کہ کس نے معہ نبویؐ کے ہجرت فرمائی ہے۔ دوسری ہجرت، مدینہ کی ہجرت تھی۔
- ۲۔ سیدنا عثمانؓ دو اہم ترین مواقع پر موجود نہ ہونے کے باوجود موجود قرار دیتے گئے۔ سفر وہ بدر کے موقع پر حضور خاتم المعصومینؑ کی صاحبزادی سیدہ رقیہؓ کا نکاح پر تھیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ذوالنورینؓ

کون کی تیار داری کے لئے گھر رہنے کی اجازت مرحمت فرمادی تھی اور اس پر
بہرے کے مال غنیمت سے انہیں باقاعدہ حصہ دیا تھا۔ اسی طرح بیعت
رضوان کے موقع پر سیدنا عثمان موجود تھے بلکہ وہ بیعت ہی آپ کے خون کے
تقصا کے لئے کی گئی تھی بیعت کے وقت آنحضرتؐ نے اپنے ایک ہاتھ کو
سیدنا ذوالنورینؓ کا ہاتھ قرار دے کر خود ہی ان کی طرف سے بیعت کی گویا یوم
الفرقان اور بیعت رضوان کے موقع پر موجود نہ ہونے کے باوجود آپ کو
موجود اصحاب کے زمرہ میں شمار کیا گیا۔

۲۔ نو صدیقیت اور شہادت کا عجیب امتزاج آپ کی ذات اقدس میں
موجود تھا۔

۴۔ آپ کی خلافت کے پہلے چھ سال خلافت فرائض کا نمونہ تھے اور آخری چھ سال بیتا
علیؓ کی نام نہاد خلافت کے انداز پر گویا ان دو خلافتوں کے پرتو کا مرقع ہونے
لئے آپ کو فرائض بنادیا۔

۵۔ فتوحات کے لحاظ سے آپ کی خلافت کے پہلے چھ سال سکندر ذی القرنین کی
فتوحات کے مثیل تھے اور آخری چھ سال اصحاب کہف کی زندگی کا نمونہ تھے۔
سورہ کہف کے ان دو اوقات کے برتو کی عجیب مماثلت آپ کی ذات
اقدس میں جمع ہو گئی تھی۔

۶۔ آپ کی ذات صدیق اکبر کی سخاوت و عبت اور فاروق اعظم کی فتوحات
اور رویشہ انداز کا عکس میں بھی۔

غرضیکہ آپ کی ذات اقدس مجموعہ حسنات و کمالات تھی جس میں متعدد دو
قسم کی صفات کی یکجائی نے آپ کو عالم ارضی سے عرش عظیم تک کی فضاؤں
کی مخلوق نے ذوالنورینؓ کے نام سے جانا پہچانا اور پکارا۔

۷۔ آپ وہ واحد صبیؓ ہیں جن کے متعلق قیامت تک محراب و منبر سے فضائل
بسیط میں کامل الحیاہ والايمان کے نعرے گونجتے رہیں گے۔

اور ایسے ہوتے ہیں ذوالنورین!!

۵۔ سہفت روزہ الاسلام گوجرانوالہ (۳۰ اپریل ۱۹۷۷ء)

محقق شہید جناب حکیم خٹیب سے عالم صدیقیؒ سے ہماری جماعت کے مایہ ناز اہل قلم بہ
تاریخ و سروران کی بڑی گرمی نظر ہے۔

اختلاف امت کا المیہ حقیقت مذہب شیعہ۔ مقام صحابہؓ۔ واقعہ کربلا۔

بنات الرسولؐ اور عترت رسولؐ اسی محققانہ کتابیں لکھ کر اہل شیخ کی صفوں میں نازل
ہو کر دیا ہے۔ اختلاف امت کا المیہ میں آپ نے قدامت اہل مذہب کے علاوہ نہایت

کی مکمل تاریخ سمودی ہے۔ اور مزائیت، نکتہ الکاہل حدیث کے ساتھ ساتھ مکمل کلام کا
خوب پوسٹ مارٹم کیا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب شہادت ذوالنورینؓ بھی ان کی تحقیق و کاوش
کا بہترین مرقع ہے۔ مکتبہ عزیزیہ کے منہم حافظ عزیز الرحمن صاحب مبارکباد کے حق
ہیں کہ انہوں نے مولانا صدیقی صاحب کے رشتہات فکر کو خوبصورت انداز میں شائع کرنے
کا اہتمام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت کرے اور مولانا صدیقی صاحب
کی سعی و کاوش کو قبول فرمائے (شہادت ذوالنورینؓ کا دوسرا ایڈیشن جو اس وقت
تخلیق کے زیر نظر ہے شایان الابدیت میں شائع ہوا ہے اس کا اہتمام سے شائع ہو رہا ہے
”ناماشر“)

یوں تو اسلام کی تاریخ میں خون شہداء کی رنگینی اور حادثات قاجریہ کی کمی نہیں
لیکن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اس قدر دناک ہے جس کی مثال
پوری تاریخ میں نہیں ملتی حقیقت میں یہ عالم اسلام کا سب سے بڑا المیہ ہے عصمت و
عفت، شرم و حیا کے بے مثل انسان جن کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تھا کہ عثمانؓ بہتر حیا دار ہیں ان سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں اسی فقیہ رسولؐ کا
مفسدین نے کم و بیش چالیس روز تک محاصرہ کئے رکھا جسے غصہ میں آپ کے قتل کے منصوبہ
مکمل کر چکے تھے۔ تو آپ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اے لوگو! خرس مجرم

میں تم میرے خون کے پیاسے ہو، رعیت اسلامی میں کسی شخص کے قتل کی تین ہی صورتیں ہیں۔ اس نے بدکاری کی جو تو اسے سنگسار کیا جاتا ہے۔ اس نے قتل کیا ہو تو وہ قصاص میں مارا جاتا ہے وہ مرتد ہو گیا ہو تو اسے انکار برائے قتل کیا جاتا ہے۔ ستم اللہ کے لئے بتاؤ کیا میں نے کسی کو قتل کیا ہے۔ یہ تجھ پر بدکاری کا الزام لگا سکتے ہو کیا میں رسول کے ذہن سے پھر گیا ہوں۔ مسلمانوں کو اپنی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور حضرت محمد رسول اللہ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ کیا اس کے بعد بھی تمہارے پاس میرے قتل کی دھج جواز باقی ہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان دردن کا لفظ کا کسی کے پاس کبھی جواب موجود نہ تھا۔ لیکن پھر بھی مفسدین کے دلوں میں خوف خدا پیدا نہ ہوا اور مفسدین کی جماعت اپنے ناپاک ارادوں پر قائم رہی اور حضرت عثمان کے خون سے قرآن کو رنگین کر کے ہی ستم یہ کہ اب بھی حضرت عثمانؓ پر طرح طرح کے اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان کا کافی دھمکتا ہوا اس کتاب میں موجود ہے۔ ایسی کتابوں سے بچو اور کوئی لائبریری یا خالی نہیں ہونی چاہئے۔

۴۔ ہفت روزہ الاعتصام (۱۸ جون ۱۳۴۷ء)

زیر نظر کتاب شہادت ذوالنورین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں محقق بے نظیر نے بے نظیر تحقیق کے ساتھ لکھی ہے سیدنا عثمانؓ کی شہادت عالم اسلام کا وہ المیہ ہے جس کے گھاؤ کی تیس فیصد تک محسوس کی جاتی رہیں گی۔ مصنف صاحب نے نہایت محققانہ انداز میں آپ کی شہادت کے ان پوشیدہ گوشوں کے چہرے سے نقاب کشائی کی ہے جو تمام تاریخوں میں موجود ہونے کے باوجود انتہائی چابکدستی سے سناڑوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھے گئے ہیں۔

اس کتاب کو پڑھنے سے دو رنگی کم ہو جائے گی اور خلیفہ ثالث حضرت عثمانؓ کو چاہیں دن تک ٹھہر رکھنے کے بعد کس میدی سے قتل کیا گیا۔ اور باغیوں کے خوف و ہراس کی دھج سے حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ جنہاں سے میں شریک نہیں ہوئے ان کے جنازے میں سولہ افراد نے شرکت کی اور حضرت عثمانؓ کو باغیوں کے خون سے یہودیوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اس موضوع پر اپنی نوعیت کی اولین تالیف ہے اور مصنف صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے پوشیدہ گوشوں کو یکجا کر کے عظیم خدمت انجام دی ہے تاریخ اسلام کے ہر طالب علم کے لئے اس کتاب کا مطالعہ بہت ضروری ہے (صلاح الدین ندیم)

الاعتصام تمام کتاب کی ”حقیقتات“ سے ادارہ ”الاعتصام“ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

استدراک :- اس صورت میں جبکہ اہل سنت کے تمام فرقوں کے اکابرین نے اس تالیف پر اپنے چارندیس بیسٹوں تائیدی پھرے کلمے میں اوسٹیکریڈوں قدآور و جن شخصیتوں نے تولد کی اس کاوش کو تبریک و تهنیتیں الفاظ میں سراہیں اور محنت کی داد دی ہے ادارہ الاعتصام کے عدم اتفاق کے متعلق سوائے اس کے کیا کہا جاسکتا ہے کہ اس نے خواہ مخواہ اپنے لئے جگہ منہائی کا سامان بہم پہنچا

ہے۔ یہی سنی سوچ سے اللہ تعالیٰ اپنی ممانہ میں رکھے۔ فتاویٰ ادارہ
الاعتصام کے پیش نظر اپنے ائمہ برین کے اقوال ہوں چنانچہ دیکھتے فتاویٰ ختمیہ
جلد ۱۱ طبع لاہور۔ اور فتاویٰ مذہبیہ جلد ۳ صفحات ۳۱۱، ۳۲۵۔ فتاویٰ مذہبیہ
جلد ۳ ص ۴۴۴ پر تو یہاں تک لکھا گیا ہے کہ اگر ایک ہی جگہ حضرت علی اور حضرت
معاویہ کا ذکر آئے تو (حضرت) معاویہ کو حضرت نے دکھا جائے۔

دین میں شخصیت پرستی — دین کے لئے قسم قسم کی باتیں ہیں اور پھر شخصیت پرستی
جب حد غلو سے بھی بڑھ جلتے اور انسان حق و صداقت کے انہماک کو مصلحت
وقت اور ممانعت کی نذر کر دے تو سوائے الامان کے کیا کیا جاسکتا ہے۔
ادارہ الاعتصام اپنی افتاد طبع کے باعث درست نظری کا درک پالنے سے ہمیشہ
قاصر رہا۔

جائزہ :-

فاضل تبصرہ نگار کا یہ خیال درست نہیں کہ سیدنا ذوالنورینؑ کو یہودیوں کے قہر میں
میں ذن کیا گیا تھا۔ آپ کو اپنے ذاتی ملوک یا بیچہ شش کو کب یعنی یہودیوں کی پہلواری
میں ذن کیا گیا تھا۔ یہ یا بیچہ حجت البقیع کے ایک کوٹے میں واقع تھا۔ جسے بعد
میں جنت البقیع میں شامل کر دیا گیا۔ جیسا کہ آج تک موجود ہے۔

یہودیوں کو سیدنا ذوالنورینؑ کی شہادت سے ۶۸-۶۹ سال پہلے مدینہ سے خارج
کر دیا گیا تھا۔ اس وقت مدینہ میں یہودیوں کا کوئی قسطن نام موجود نہ تھا۔ ان کا قریب
انگہیں تھیں جہاں ۶۸-۶۹ سال کی مدت میں ملیا میٹ ہو چکی تھیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

از قلم جناب پروفیسر **لوسیف سلیم صابحی** الحسینی شارح کلام اقبالؒ

اس میں کوئی شک نہیں کہ محترمی حکیم فیض عالم صدیقی صاحب نے شہادت،
سیدنا عثمانؓ ذوالنورینؓ، لکھ کر بہت بڑی دینی اور علمی خدمت انجام دی ہے۔
اگر پاکستانی مسلمانوں میں ذوق تحقیق نہ ہو چکا ہوتا تو عوام اور خواص دونوں
اس کتاب کو حیران نہاتے اور مصنف کی قرار واقعی حوصلہ افزائی کرتے مگر سچ
آہ محکومی و تقلید و زوال تحقیق

فاضل مصنف نے اپنے مقدمے یا "وجہ تالیف" میں یہ بات بالکل صحیح لکھی
ہے کہ :-

"بیشی نظریات ہیں جاں کدستی سے تیرہ صدیوں سے اہل سنت کے اذعان و غلو
کو مسموم کر رہے ہیں۔ ان کے پیش نظر علماء اہل سنت کا یہ فرض تھا کہ وہ اپنے درمیان
رفیع نسب، رفیع دین، آیین بالا جہر جلیب فردی اختلافات کو نظر انداز کر کے اس فتنہ
عظیم سے امت کو آگاہ کرتے اور اس کے ازالے کے لئے مستعد ہو کر کوشش کرتے
مگر اسوس کو علماء اکثریت اپنے فردی اختلافات، پرستی تمام علمی کاوشیں اور ذہنی
صلاحتیں ضائع کرتی چل آ رہی ہے اور اہل فتنہ کی طرف سے شتر مرث کی طرح اپنی
آنکھیں بند کر کے بھیجی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ عوام الناس رعامۃ المسلمین (شیعی
دنیا کی تیار کردہ شرک و بدعت کی کھیتوں میں کودتے چلے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔
غضب خدا کا سنی علماء میں سے سیکڑوں عاملین تجبہ و دستار، اغیار کے سرور
میں سر مل کر انہی کا شاگ الاپ رہے ہیں۔"

- مختصری صلیقی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ حرف بحرف صحیح ہے یہاں صرف ایک شاید پیش کرتا ہوں جیسا کہ مختصری صلیقی صاحب نے بھی لکھا ہے۔
- ۱۔ سینوں کے ستر تاج شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی مرحوم متوفی ۱۰۳۹ھ جانشین مجدد عصر شاہ ولی اللہ دہلوی مرحوم اپنی تفسیر بارہ نعم میں لکھتے ہیں۔
- ”رسول اللہ نے فرمایا کہ علی بن ابی طالب کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے“
- تقریباً اس جہلی اور جہولی روایت کے معانی پر غور کریں اور خود فیصد کریں کہ جب شاہ عبدالعزیز جیسے سنی عالم نے اس روایت کو اپنی تفسیر کی زینت بنانے میں کوئی تامل نہیں کیا تو عوام شرک کی کس پستی میں پڑے ہوئے ہوں گے۔
- تعجب ہے کہ شاہ صاحب نے اس جہولی روایت کو درج کرتے وقت اتنا بھی نہ سوچا کہ اگر علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے تو اس پر ایک طالب حق حبیبی اعتراض کر سکتا ہے۔
- ۱۔ اگر حضرت علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے تو صاحب موصوف محبوب دہو یا نہیں؟
- ۲۔ اگر نہیں ہوئے تو کیوں نہیں ہوئے؟
- ۳۔ اور اگر ہوئے تو دو معبود ہو گئے یا نہیں؟
- ۴۔ حضرت صدیق اکبرؓ یا جماع اُمت، حضرت علیؑ سے بزرگ تر ہیں بلکہ افضل الصحابہ ہیں تو حضرت صدیق اکبرؓ کی طرف دیکھنے کا کیا ثمر ہوگا؟
- ۵۔ آنحضرت صلعم صدیق اکبرؓ سے بھی بزرگ تر بلکہ افضل الناس اور افضل الانبیاء ہیں۔ تو آپ کے چہرے کی طرف دیکھنے کا ثمر کیا ہوگا؟
- ۶۔ بھلا اس روایت مذکورہ حضرت صدیق اکبرؓ کی تحقیر و تہون ہوئی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی تو کیوں نہیں ہوئی؟
- ۷۔ اگر النظر الی وجہ علیؑ عبادت ہے تو یہ عبادت خود آنحضرت صلعمؐ کی یا نہیں؟ اگر کی تو شرک جلی لازم آیا یا نہیں؟ اور ان کی تو ترک واجب لازم آیا یا نہیں؟

- ۸۔ اس حدیث یا ارشاد رسولؐ پر کس کس صحابی نے عمل کیا؟
- ۹۔ اگر نہیں کیا تو ترک اولیٰ لازم آیا یا نہیں؟ نیز احانت ارشاد رسولؐ ہوئی یا نہیں؟
- ۱۰۔ اللہ پر یہ اعتراض لازم آئے گا کہ حضرت علیؑ کو وفات دیکر اس نے لاتعداد مسلمانوں کو عبادت سے محروم کر دیا۔
- ۱۱۔ آنحضرت صلعمؐ نے اس عبادت سے متنع فرمایا یا نہیں؟ اگر نہیں تو ترک اولیٰ لازم آیا۔ اور اگر فرمایا تو یہ فعل شرک ہوا یا نہیں؟
- ۱۲۔ حضرت علیؑ کو یہ مقام کب حاصل ہوا کہ ان کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت بن گیا؟
- نوٹ: فی الحالیٰ بارہ اعتراضات وارد کئے ہیں ان کے علاوہ اور اعتراضات بھی ریزرو اسٹاک میں محفوظ ہیں۔
- حقیقت یہ ہے کہ علمائے اہل سنت کی اس شرک نوازی اور غلبہ پستی کو دیکھ کر یہ مصرعہ یہ ساختہ زبان پر آ جاتا ہے۔
- جو کھرا ز کعبہ پر خیزد کعب ماند مسلمان
- یہی وجہ ہے کہ آج ہندوستان کے ۵۰ فیصد مسلمان حضرت علیؑ کو مشکل کشا یقین کرتے ہیں اور ہر مصیبت کے وقت اللہ کے بجائے انہیں پکارتے ہیں۔
- مختصری صلیقی صاحب نے یہ کتاب کچھ کر فتن کفایہ انجام دیا ہے۔ مجھے یقین ہے اس کتاب کے مطالعہ سے سنی مسلمانوں پر سید الشہداء امام غلام حضرت عثمان غنیؓ کا متاع بھی واضح ہو جائے گا اور ان کی دینی خدمات کا کچھ اندازہ بھی ہو جائے گا۔
- مجھے افسوس ہے کہ میں اپنی خرافی صحت کی وجہ سے اس کتاب کی خوبیوں پر۔
- بالاستیعاب تفسیر نہیں کر سکتا اس لئے اس قول حق پر اکتفا کرتا ہوں کہ صدیقی صاحب نے تمام طالبان حق کے لئے راہ تحقیق ہموار کر دی ہے اور وہ یہ بات بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں۔
- صلوات عام ہے یا ربانے میکدہ کے لئے

کیا عجب کہ یہ کتاب کسی حق پُروردہ کے دل میں تحقیق مزید کا داعیہ پیدا کر دے اور عامۃ المسلمین حقیقتِ حال سے آگاہ ہو سکیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ محترمی صدیقی صاحب کو عسکریں کے حسد اور معاندین کے عناد سے محفوظ رکھے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس دور میں انہوں نے جس غیرتِ ایمانی کا ثبوت دیا ہے وہ اس مُردہ قوم کے علماء و صوفیاء دونوں کے لئے سُرمہِ عبرت ہے۔ احقاقِ حق کے سلسلے میں انہوں نے تنہا عرصہ دراز سے کمر باندھ رکھی ہے اور اس سلسلے میں وہ کئی کمٹا ہیں نا مساعد حالات کے باوجود شائع کر چکے ہیں مثلاً حقیقتِ مذہبِ شیعہ "واقعہ کربلا" "مقام صحابہ" "نبات الرسول" اور "عمرت رسول"۔

میں اپنے صدیقی محترم کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مفصل تبصرے کے لئے جس فرصت اور یکسوئی کی ضرورت ہے وہ نہ مجھے اس وقت حاصل ہے اور نہ عنقریب حاصل ہونے کا کوئی امکان ہے اس لئے وہ مجھے معذور سمجھیں اگر میں نے ان چند سطور پر اکتفا کیا ہے۔

آخر میں قارئین کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے کتاب کا مسودہ بالاسٹیاب پڑھا ہے اور میں اس کی افادیت کا بصیم قلب معترف ہوں۔ انشاء اللہ قارئین کو اس کے مطالعہ سے بہت نفع ہوگا۔ بلکہ ان کا ایمان تازہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ مصنف کو شہ درالدہور سے محفوظ رکھے اور اس کتاب کو قارئین کے لئے نافع بنائے۔ ع۔ ایں دُعا از من و از جمیع جہاں آمین باد

۱۹-۱۱-۷۵۔ یوسف علی حسنی الحسنی

پہلے ایڈیشن کے بعد پانچ کتابیں شریعتیہ سلطان شہید۔ میر المومنین امیر دان بن الحکم مشکوٰۃ المصابیح جلد ۱۲ کے فوائد و نوادر
چھپ گئیں۔ سرزمینِ راجوری اور صدیقیہ کائنات طبع ہو کر ملک اور ملک سے باہر بیسیوں دیو مالک میں پہنچ کر داد بخین مال
ہوئی۔ الحمد للہ تم الحمد للہ۔

گلدستہ عقیدت

✽۔ عالمِ اسلام کے اس خلیفہ اعظم کے حضور میں جس کے متعلق لسانِ صدق کا یہ ارشاد قیامت تک درخشندہ و تابندہ رہے گا۔

لیدخلن لبشفا علی عثمان سبعون الفا قد استوجبوا النار الجنة
لجیر حساب (رواہ بن عساکر) عثمان کی شفاعت سے ستر ہزار مستوجبِ جنت میں جائیں گے۔

✽۔ اس ضعیف العمر شہید اعظم کے حضور میں جس کے متعلق حاملِ وحی یوحی کا ارشاد ہے
ان عثمان الاول من ہاجر الی اللہ یاہلہ لیدلوط (رواہ طبرانی)
عثمان ان لوگوں میں سے پہلے ہیں جنہوں نے لوط کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ اللہ کی طرف ہجرت کی۔

✽۔ اس کفیلِ حبشِ عسرت کے حضور میں جس کا یہ واقعہ اظہر من الشمس ہے۔
جاء عثمان الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالفت دینار فی کملہ حین
حصزلہ حبش العسرة فنشرھا فی حجرہ فرایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لیقبلھا فی حجرہ ویقول ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین (رواہ احمد)

جب نبی علیہ السلام نے حبشِ عسرت یعنی اس لشکر کے لئے جو جنگِ تبوک کے واسطے نصراً ہی عرب و شام سے مرنے کے لئے تیار اور مقرر فرمایا تھا سامان اکٹھا کرنا شروع کیا تو حضرت عثمانؓ آیتن میں ہزار دینار کی خسیلی لائے اور آنحضرتؐ کی گود میں اُلٹ دی۔ رادی کہتا ہے کہ میں نے اس وقت رسول اللہؐ کو دیکھا کہ آپؐ ان رہنما ررں کو اپنی گود میں اُلٹ پائے کر دیکھتے ہیں اور جانچ کے طور پر اوپر تلے کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ کہ عثمانؓ اس کے بعد جو عمل کرے گا اس کو مضر نہ ہوگا یہ کلام آپؐ نے دوبار فرمایا۔

* عصمت و عفت اور شرم و حیا کے اس بے مثل انسان کے حضور میں جس کے متعلق خاتم النبیین نے فرمایا: عثمانٌ حییّ شعی منہ الملئکۃ (رواہ ابی ہریرہ) عثمان بہت حیا دار ہیں ان سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

ان اشدّ هذه الامّة بعد نبيها حياء عثمان (رواہ ابولعیم) نبی کے بعد اس اُمت میں سب زیادہ حیا دار عثمان ہیں عثمان لیخیدہ الملئکۃ وحیث حیث الحسرت اللہ مدار الحق معہ حیث دار (رواہ الترمذی) عثمان سے فرشتے حیا کرتے ہیں اس نے حبشہ عمرت کا سامان کیا اور ہماری مسجد کو فروغ کیا یہاں تک کہ وہ ہمارے لئے کافی ہوگئی *۔ اس نصیب و رکے حضور میں جس کے متعلق شافعہ نے فرمایا:۔

عثمان بن عفان و فی الدین والآخر (رواہ ابولعیم)

عثمان بن عفان دنیا اور آخرت میں میرے دوست ہیں۔

* اس بلند مرتبہ توش نصیب مشیر با الحجۃ کے حضور میں جس کو آنحضرت نے اپنا کفو فرمایا۔

* نبی علیہ السلام کے اس محبوب و نادر کے حضور میں جس کے متعلق آپ نے فرمایا عثمان ام کلثوم الابھی من السماء (طبری) میں نے عثمان کا نکاح ام کلثوم سے نہیں کیا مگر سبب وحی آسمانی کے۔

* حجت میں نبی علیہ السلام کے اس رفیق کے حضور میں جس کے متعلق ارشاد ہے لکن نبی رفیق فی الحیۃ و رفیق فیھا عثمان (رواہ الترمذی) سہری ہر حاجت میں رفیق ہے اور حجت میں میرا رفیق عثمان ہے۔

ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم وتب علينا انک انت التواضع

جیکم فیض عالم صدیقی راجہ مدنی

وجہ تالیف

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں بظاہر مسلمان تین گروہوں میں بٹ گئے۔ اہل سنت والجماعت، اہل تشیع اور خوارج۔ تیسرے گروہ کا ظہور مصر کے صفین کے دوران ہوا اور گواہان تشیع کا ظہور بھی اسی دوران میں ہوا اور وہ لوگ کھل کر بہت بعد میں سامنے آئے مگر اس گروہ کی بنیاد سیدنا فاروق اعظم کی فتوحات ایران کے دوران میں جولو اور نہادند کے مجوسی غلاموں کے ہاتھوں رکھی گئی ان لوگوں کی سازش و فتنہ و گمراہی کی شکل میں سیدنا فاروق اعظم کی شہادت کا سبب بنی۔ اہل بی حکومت کے بقتہ السیف و حقانوں، ہرزابوں اور امر اور رد ساء کے دلوں میں اپنی شہنشاہی کی تباہی کا ٹیڑھا صدمہ تھا۔ اور وہ اس صدمہ کو آج تیرہ چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود نہیں بھولے۔ اس وقت وہ صدمہ تازہ تھا اور وہ ہر لیا کام کر گزرنے کے لئے تیار تھے جس سے ان کے نفیض و عناد کے جذبات کو کسی حد تک تسکین ملتی۔

فاروق اعظم کی شہادت کے بعد سیدنا ذو النورین کی خلافت کے ابتدائی چھ سال بظاہر امن کے نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں اندر اندر ان لوگوں کے نفیض و عداوت کے جذبات میں کھد کھد جاری رہی یہاں تک کہ عبداللہ بن سبا جیسا یہودی شاطھی ایک نئے انداز سے اسلام کے خلاف سازشوں کے تانے بانے تیار کرنے میں مشغول ہو گیا۔ واقعات کی سیاق و سباق اور اسباب و ملل کا مالد و ما علیہ ان امریک طرٹ رانہائی کرتا ہے کہ سیدنا عثمان کی شہادت بھی سیدنا فاروق اعظم کی شہادت کی ایک کڑی سحی۔ سیدنا عثمان کی شہادت کے بعد یہ لوگ کھل کر سامنے آ گئے اور سیدنا علی کو گھیر گھا کر خلافت قبول کرنے پر مجبور کیا۔ آپ کے ہاتھ پر حجت خلافت کرنے کے بعد تنہا ہی کو انہوں نے اپنی تحریک کا کارنہ سرگرمیوں کے لئے ناموافق سمجھ کر سیدنا علی کو آدھا دیا کہ کوڑے کو دار الخلافہ بنایا جائے چونکہ کوڑا بی سازشوں کے پتنے کے لئے موزوں مقام تھا۔ سیدنا علی کی خطبات کا اگر کچا بیج کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی خلافت

کا تمام زمانہ ان لوگوں سے نالایق رہے اور آخر ان لوگوں کے ہاتھوں ہی فحشیت شہادت سے سر فراز ہوئے۔ آپ کے بعد سیدنا حسنؑ نے ان لوگوں کا بڑی گہری نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد خلافت کا حق جو ہم کو چھوڑ دیا۔ آپ کی مومنانہ فراست نے خوب سمجھ لیا تھا کہ ان لوگوں کو ساتھ لے کر کوئی کام نہیں کیا جاسکتا اور ان کو سیدھا کرنے کے لئے سیدنا معاویہؓ سے بہتر تمام عالم اسلام میں کوئی انسان موجود نہیں ہے۔ سیدنا حسنؑ کی یہ فراست نبیؐ کی پیشگوئی کی تعمیر تھی۔ اگر سیدنا معاویہؓ نے سبائیکوں کے کس بل نکال کر رکھ دیئے۔ مگر کسین و خزینہ مملکت میں یہ لوگ نہ رہیں اپنی تخریب کارانہ سرگرمیوں میں مصروف رہے وقت موعود پر معاویہؓ بھی اللہ کو پیار سے ہو گئے اور حسنؑ بھی۔ اب سیدنا امیریزندگسیر آرائے خلافت تھے۔ یہ لوگ تبدیلی خلافت کو ایک نیک مشکون سمجھ کر سیدنا حسینؑ کو گھیرنے میں کامیاب ہو گئے اور آخر کربلا کا سانحہ ولد و زار واقعہ جگر خراش پیش آیا۔ یہاں پہنچ کر یہ لوگ واضح طور پر شیعیان علیؑ کے نام سے منہ نہ نہو رہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ نہ تو اس وقت یہ لوگ شیعان علیؑ تھے نہ اب ہیں۔ اس وقت بھی اسلام دشمن سرگرمیوں میں نہہم کھڑے اور آج بھی اسی دگر پر رواں دواں ہیں۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ان کے تمام عقائد جو مس و مہود کے عقائد کا چہرہ ہیں۔ وہ اسلام جو نبی علیہ السلامؑ نے پیش کیا تھا اس کی ایک بات بھی ان کے دین میں موجود نہیں۔ میں نے ان سطروں میں جن امور کی طرف اشارات کئے ہیں ان کی حقیقت بال تفصیل بالوضاحت اور مدلل طور پر میں اپنی سابقہ تالیفات تحقیقت مذہب شیعہ، مقام صحابہؓ۔

نبات الرسولؐ، عزت رسولؐ اور واقعہ کربلاؑ میں بیان کر چکا ہوں۔ اگر بات یہیں تک نہ جیتی یعنی یہ لوگ اپنے خود ساختہ نظریات کے مطابق یا اپنے روحانی اہل بیت و جد کے مطابق اپنی تیار کردہ دینی دنیا میں جو چاہتے کرتے تو ہمیں ان کے حالات اہل سنت کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت نہ ہوتی مگر بات بہت آگے بڑھ چکی تھی۔

ان لوگوں نے بظاہر نبی علیہ السلام اور تین چار صحابہؓ کے علاوہ آج تک کسی

کو معاف نہیں کیا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے نبی علیہ السلام اور ان تین چار صحابہؓ کو بھی معاف نہیں کیا بلکہ ان کی زبان میں اللہ کو بدعہ ہوتا ہے محمد رسول اللہؐ پر جبریلؑ غلطی سے قرآن لائے اصل میں قرآن علیؑ پر نازل ہوا تھا۔ مگر یہیں ان کے ان نظریات پر کسی کوئی اعتراض نہیں تھا جبکہ وہ اپنی بد زبانوں کو اپنی محفلوں تک محدود رکھتے۔ مگر ان کی انقلابی تدبیر سرگرمیوں نے اہل سنت کی جاہل اکثریت کو اپنے بھونچوں میں جکڑ کر ان کے عقائد میں خندا اندازی کی ہے۔ اس صورت نے مجبور کر دیا کہ ان لوگوں کے حالات بیان کر کے اہل سنت کے جاہل طبقہ کو ان غلط فہمیوں سے نکالا جائے۔

کتنی حیرانی کی بات ہے کہ نبی علیہ السلام نے جسے مہدی و ہادی فرمایا ہو اور جس کے متعلق ارشاد صغیرؑ موجود ہو ایسے لوگوں کو آج اہل سنت کا ایک کثیر گروہ اپنی جہاں کی درجہ سے اہل تشیعہ کی طرح برے لفظوں سے یاد کرتا ہے۔ اور اپنے شرمنہ بین و ایمان کو نذر آتش کئے جاتا ہے۔

شیعی نظریات جس چالاکدستی سے تیرہ صدیوں سے اہل سنت کے اذہان و قلوب کو مسموم کر رہے ہیں۔ ان کے پیش نظر اہل سنت کے علماء کا فریضہ تھا کہ وہ اپنے درجہ رفیع سیار، رفیع بین، آئین باجمہر وغیرہ کے فردی اختلافات کو نظر انداز کر کے اس تفسیر عظیم سے اُمت کو آگاہ کرتے مگر افسوس کہ ان علماء کی اکثریت اپنے فردی اختلافات پر اپنی تمام علمی کاوشیں اور ذہنی صلاحیتیں صرف کرتی جلی آ رہی ہے اور آج تک اہل سنت کی طرف سے شتر مرش کی طرح انہیں بند کئے بیٹھے ہے اور عام شیعہ دنیا کی تیار کردہ شرک و بدعت کی سبیلوں میں کودتے چلے جا رہے ہیں۔ مگر کئی علماء اہل سنت سے انہیں ہوتے۔ بلکہ عجب خدا کا کہنی علماء میں سے بھی سنیوں کی حاملین جبرہ دستار افیاء کے سر میں سر مل کر نہیں کا سا راگ الاپ رہے ہیں یہاں تک کہ شاہ عبدالعزیزؒ جیسے نابغہ عصر جن کے قلم سے تحفہ شائع عشرہ صبحی فقیر کتاب نکلی گئی پارہ غم تبسّاء لون کی تفسیر لکھتے ہوئے غیر محسوس کے طور پر شیعہ وسیع کاروں سے متاثر ہو کر انظلی الی وجہ علی عبادۃؑ لکھنے سے نہ چوکے تو ان حالات

میں ماؤ و شما کا کیا ذکر؟

زیر نظر کتاب شہادت ذوالنورین کے نام سے موصوم کی گئی ہے اور اس میں نہ آپ کی شہادت کے واقعات ہی سموئے کی کوشش کی گئی ہے مگر اس کے بین السطور یہ وہ اسباب و علل اور وہ واقعات و حالات خود بخود سامنے آتے چلے گئے ہیں جو دنیا کے شیعیت کے مالک و ماحلیہ پر خود بخود منطبق ہوتے چلے گئے ہیں۔

سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام - عثمان

کنیت - اسلام لانے سے پہلے ابو عمرو۔

اسلام لانے کے بعد سیدہ زینب بنت رسول اللہ سے نکاح کیا تو حضرت سیدہ کے بطن سے سیدنا عبداللہ پیدا ہوئے ان کے نام پر ابو عبداللہ کی کنیت سے مشہور ہوئے لقب - ذوالنورین حضرت و کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے سیدہ زینب اور سیدہ ام کلثوم آپ کے نکاح میں آئیں اس لئے ذوالنورین کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ذوالنورین کے لقب کے متعلق گذشتہ صفحات میں تفصیلی بحث ہو چکی ہے۔

۱۔ بناات الرسول شیعہ سنی کا پرانا نزاع مسئلہ نہیں بلکہ دورِ حاضر کے شیعوں کی ایجاد ہے شیعوں مذہب کی صحاح الاربعة اور دیگر تمام انہاء الکتاب میں نبی علیہ السلام کی چار صاحبزادیوں کا ذکر موجود ہے اس سلسلہ میں راقم کے دور رسائل مکتوبہ مفتوح اور بناات الرسول طبع ہو چکے ہیں مؤخر الذکر میں چند شیعہ علماء سے اس موضوع پر خط و کتابت ہے اس موضوع پر چھوڑ کر ذیل رہا دلیر میں مولانا عبدالستار تونسوی اور مولوی محمد اسماعیل شیعہ کے درمیان شعیان ۸۰ ۱۳۸ھ میں ایک فیصلہ کن مناظرہ ہوا تھا جو طبع ہو چکا ہے۔ مولوی اسماعیل کوئی جواب نہ دے سکا۔

میرے رسائل بناات الرسول کی طباعت کے بعد مرزا یوسف حسین نے البتول نامی ایک سالہ لکھا۔ اس میں مذکور ہے دو کڑی لایا چنانچہ لکھتا ہے کہ سیدہ حدیث بجا بت برکی نبی علیہ السلام کے نکاح میں آئیں مگر پہلے نکاح سے آپ کا رت محفوظ رہی اور لطف یہ کہ اسی کتاب میں وہ سیدہ زینب، رقیہ اور ام کلثوم کو پہلے خاندان کی اولاد قرار دیتا ہے ناطقہ سرگرمیاں ہے اسے کیا کہئے۔ اس کے بعد کسی گل دو پہر کو یہ انکشاف ہوا وہ اس سے اس بات کا بھی منکر ہے کہ سیدہ طاہرہ کا کسی سے نکاح ہوا تھا وہ کہتا ہے کہ آپ کو ورنہ نبی علیہ السلام کے نکاح میں آئی تھیں (گلے جھڑپے)

پیدائش اور اسلام | نبی علیہ السلام کی ولادت یا سعادت سے پانچ سال بعد پیدا ہوئے
اس حساب سے نبی علیہ السلام کی بعثت کے وقت آپ کی عمر سال
تھی۔ سیدنا صدیق اکبرؓ، ام المومنین سیدہ خدیجہؓ، سیدنا علیؓ اور سیدنا زیدؓ سے بعد سیدنا عثمانؓ، حضرت
ابوبکرؓ کی تبلیغ سے اسلام لائے گویا اسلام لانے والوں میں آپ کی پانچواں نمبر سے بقیوں میں
سعد مصطفیٰؓ، طلحاتؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، خود نبی علیہ السلام کی خدمت
میں حاضر ہو کر اسلام لائے۔

دشمنانِ اسلام کی طرف سے ایذا دی | جب آپ کے کچھ حکم میں ابو عاص کو آپ کے اسلام لانے کی خبر ہوئی تو اس نے مقبوضہ رستی سے آپ کی مشکیں یا ندھو دیں اور دھمکاتے ہوئے کہا کہ تو اپنے آیا و اجداد کے مذہب سے منحرف ہو گیا ہے خدا کی قسم میں تجھے اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک تو اپنے باپائی دین پر نہ آ جاے حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں دین اسلام کو کبھی ترک نہ کروں گا۔ خواہ یہ اذیتیں سب سے سب سے میری جان بھی کیوں نہ چلی جائے۔ اللہ سے استقامت ! کئی مرتبہ چپانے چٹائی میں بیٹ لپیٹ کر اذن سے منہ درخت سے باندھ دیا اور نیچے سے جھول دیا۔ مگر آپ نے نہایت صبر و استقلال، جرأت و پاموری اور صدمہ مندی سے ہلکے فیس برداشت کیں۔ اور مذہب اسلام پر ثابت قدم رہے۔

سیدہ زینبؓ رسول اللہؐ سے نکاح
اور ہجرت حبشہ

سیدہ زینبؓ کا نکاح سینا عثمانؓ سے کر دیا چونکہ قریش کی ایذا رسانی ان دن بدلتی چلی
جاری تھیں اس لیے نبیؐ نے عبد اللہؑ کے حکم سے بارہ مرد اور چار عورتیں حبشہ کی طرف
ہجرت فرمائیں۔ سیدنا عثمانؓ نے معہ اپنی بیوی زینبؓ اس پہلی ہجرت کے قافلو کے امیر بنے
مگر چار سال کے بعد واپس آ گئے۔

غزوہ بدر کے وقت سیدہ رقیہؓ سخت بیمار تھیں اس لئے نبی علیہ السلام نے سیدنا عثمانؓ

کونو پیاری بیٹی کی تیار داری کے لئے گھر پر چھوڑ دیا تھا۔ فتح پور کے بعد حیدرآباد انخسرا۔
 علی الدہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو سیدہ زینبہؓ انتقال فرما چکی تھیں۔ نبی علیہ السلام نے
 بدر کی غنیمت سے آپ کو لود احمد دا اور انھیں اسی حد میں بد میں شمار فرمایا۔

سیدہ ام کلثومؓ بہت رسول اللہؐ سے لگاؤ
اشارتاً سیدنا عثمانؓ سے ذکر کیا مگر آپؐ خاموش رہے سیدنا فاروقؓ انظرؓ نے نبیؐ علیہ السلام
سے ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ حفصہؓ کو عثمانؓ سے بہتر شرمیلے گا اور عثمانؓ کو حفصہؓ سے
بہتر بھائی ملے گی۔ اس کے بعد سیدہ حفصہؓ نے نبیؐ علیہ السلام سے خود نکاح فرمایا اور
سیدہ خنصہؓ نے کریم المومنینؐ کا شرف حاصل ہوا۔ اور سیدنا عثمانؓ کو نکاح کر لیا یہ حضرت
جبریلؑ کی کھڑے ہیں اور اللہ کا پیغام لائے ہیں کہیں اتنی بھی ام کلثومؓ کا تجھ سے نکاح کر لیا
میں جو وہیں سیدہ ام کلثومؓ کی ذات پر نبیؐ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ہے ہاں چالیس
اور چالیس دیگر مومنین بھی ہوتے تو میں کے بعد جگرے عثمانؓ کے نکاح میں دے دیتا۔

اس عنوان کو پڑھ کر کیا اثر آئے گا؟
 اس عنوان کا اثر اس قدر ہندوستان پر ہوگا

کہ صلح حدیبیہ یا جنگِ حبلِ مصفین کا پس منظر

کہ صلح حدیبیہ کا حبلِ مصفین کے معرکوں سے کیا تعلق ہے؟ یہی وہ بنیادی نکتہ ہے جسے آج تک مسیحی یا مورخ نے چھوڑا ہے۔ ایسا کیوں ہوا؟ یہی یہ نظروں میں نہیں آئی شیعیت کی رسمہ کاروں کی ایک کڑی ہے۔

سیدنا عثمانؓ سمہ میں غزوہٴ اُحد میں شامل تھے۔ غزوات الرقاع اور صفکان میں نبی علیہ السلام نے آپ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا کہ وہ میں غزوہ بنو نضیر اور سمہ میں غزوہ خندق میں آپ شامل تھے ذی قعدہ سمہ میں نبی علیہ السلام عمرہ کی نیت سے غامزہ کو ہوئے۔ ذوالحجہ کے مقام پہنچ کر احرام باندھا حتیٰ کہ اگر خطرہ سے 9 میل کے فاصلہ پر صحیبہ کے مقام پہنچ کر اہل فرمایا قریش کے کو جب حضرت کی شہادت کا علم ہوا تو انھوں نے کعبہ کی زیارت سے مانع ہوئے۔

نبی علیہ السلام نے اپنے ہاں شاردن کو مشورہ کے لئے طلب فرمایا اور فیصلہ ہوا کہ قریش مکہ کے پاس ایک سفارت بھیجی جائے۔ آخر چودہ موصیاء پر کام میں ہے یہ سعادت صرف سیدنا عثمانؓ کے حصے میں آئی تو سب کو سیر فائز بھی کیا گیا۔ اب یہاں واقعات کے سیاق و سباق کو مد نظر رکھتے ہوئے اس انتخاب کی طرف دیکھئے کہ سیدنا عثمانؓ کا مقام کس قدر بلند تھا۔ موصیوں میں مختلف و بڑا امتیاز بیان کرتے ہوئے بڑی بڑی ذہنی درزشوں سے کام لیا ہے مگر حقیقت کی طرف کسی نے ایک اشارہ نہ کیا۔ اس تمام پر اللہ تعالیٰ کی بدامنیوں کو ان واقعات کی طرف متوجہ کرنا چاہتا تھا جو بعد میں پیش آنے والے تھے اور جن سے مقام عثمانؓ واضح ہونے والا تھا۔ یعنی سیدنا عثمانؓ ذوالنورینؓ کو صلہ حدیبیہ سے ۲۸-۲۹ سال بعد گندہ نضر اور مسجد نبویؐ کے سایہ میں تلاوت قرآن مجید کے دوران شہید ہونا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کو یہ بات منظور تھی کہ خون عثمانؓ کا قصاص دیا جائے اس لئے عثمانؓ کو کھجور یا کھجورس بات کو شہرت ملی کہ عثمانؓ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ اور اس خبر پر خون عثمانؓ کے قصاص کے لئے چودہ موصیاء بیٹے بیت لکھی اور ان کے لئے اپنی رضامندی کی سعادت کا ارشاد فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ کُنْ لَّكَ ذَنْبًا يَكْفِيكَ عَلَى نَفْسِهِ۔ اس نکتہ کے نظر آئے آپ آگے چل کر دیکھیں گے۔

ہجرت حبشہ کے بعد دوبارہ مدینہ النبی میں نبی علیہ السلام کی نبایت کے بعد آپ کا پیسہ اعزاز تھا۔ الزمن سیدنا عثمانؓ نے بیعتیہ سیر فائز تشریف لے گئے مگر آپ کے واپس آنے میں دیر نہ لگی اور یہ افواہ بھی پھیل گئی کہ آپ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ جس کو نبی علیہ السلام ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے اور خون عثمانؓ پر بیت کی یہ یاہم خون عثمانؓ کا قصاص ہیں گے جو خود بھی شہید ہو جائیں گے خون عثمانؓ بہرہ مننے والوں کی یہ بیت ان کے لئے ابی سعد والوں کا سرمایہ بن کر ظالموں کی چٹان پر ارشاد ہوا "يَقْبُتُ اللَّهُ تَعَالَىٰ اَنْ مَوْتُهُمْ مِّنْ دُونِهَا" جبکہ درخت تشریف سے بیت کر رہے تھے ان کے دلوں میں حوقل سے اس نے معلوم کر لیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عثمانیت فرمائی اور بیت سی غنیمتیں جنہیں وہ حاصل کریں گے۔ اللہ غالب ہے حکمت والا۔

اسے غنما کی تیری ذات والا صفات کے قربان! تیری وجہ سے ان چودہ موصیاء کنگدان ہی کو اطمینان کی دولت نصیب نہیں ہوئی بلکہ قیامت تک تیری ذات چھ سے محبت رکھنے والوں کے لئے موجب اطمینان رہے گی۔ ان چودہ موصیاء میں فتح و کامرانی کے نظارے نہیں دیکھے بلکہ تیرے نقش قدم پر چلنے والے قیامت تک یہ نظارے دیکھتے رہیں گے ان چودہ موصیاء کو غنیمتوں سے نہیں کٹا بلکہ ایک حبیب تک یہ آسمان زمین قائم ہیں مسلمان تیری غنیمتوں کے گیت گاتے رہیں گے اور غنیمتوں سے نوازے جاتے رہیں گے اور یہ حبیب نبی علیہ السلام نے دیکھا کہ جس شخص کے لئے اتنی بڑی تقریب میں تقدیر ہو رہی ہے تو اسے اس سعادت سے کیوں محرومی ہو۔ اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا بیٹے عثمانؓ کا ہاتھ۔ تو کسی لمحہ یَا اللہ حَقُّیْ اَسْبَغْتُ لَكَ بَشَارَتَ سَبِّكَ کو سرفراز و فاکر سعادت داین سے مشرف فرمایا۔ بدر کے اجیدہ دوسرا موقع ہے کہ سیدنا عثمانؓ کی عدم موجودگی میں انہیں جو اصحابؓ میں شمار فرمایا گیا یہ ذوالنورینؓ کی ہی ایک شوق تھی۔

اب میں آپ کو صلہ حدیبیہ کے معرکوں کے پس منظر کے قریب لایا جاؤں اور آپ اچھی طرح سمجھ چکے ہوں گے کہ خون عثمانؓ کے قصاص کے سلسلے میں جو معاہدہ کرنا بیعت رضوان کے وقوع پر موجود تھے ان میں سے صلہ حدیبیہ کے معرکوں کے وقت تک جس قدر تیرہ تھے ان پر اس بیعت کی وجہ سے خون عثمانؓ کے معاملہ میں قصاص کا مطالبہ ایک فرض عظیم تھا۔ ان کو کوئی بیعت رضوان کا منظر یاد تھا اسی بیعت رضوان سے عہدہ کر کے ہونے کے لئے ان کی تلاویں خون عثمانؓ کے قصاص کے لئے ایسی بنیام ہوئیں کہ جب تک ان سے جو کچھ ہوا انہوں نے کیا۔ خون عثمانؓ علم الہی میں کوئی معمولی اہمیت نہ رکھتا تھا کسی ہزار بلکہ ایک لاکھ سرگروہوں سے الگ ہونے کے باوجود اس دقت تک دنیا میں امن قائم ہو سکا جب تک سیدنا امیر معاویہؓ نے قاتلین عثمانؓ کا ایک ایک فرد و موثرہ کرنا حاصل بھیجنا نہ کیا۔ اگر بیعت رضوان میں شامل اصحابؓ صلہ حدیبیہ کے معرکوں میں شامل ہو کر ایسا بیعت کا لازمیہ ادا نہ کرتے تو کُنْ لَّكَ ذَنْبًا يَكْفِيكَ عَلَى نَفْسِهِ کی وجہ سے تحفہ ملائی میں وہ صرف ہجوم ہی نہ بننے بلکہ بقول ابن عباسؓ ان پر چتروں کی بارش برساتی جاتی۔

سیدنا ذوالنورین کی خلافت پر اجماع امت

۲۴ ذی الحج ۳۳ ھ خلیفہ دوم سیدنا فاروق اعظمؓ مشہور مجوسی گورہ ہر مزان کی سازش سے جو بظاہر سلمان ہو کر مدینہ میں قیام پذیر تھا ابو لوفیروز مجوسی کے ہاتھوں عین نماز صبح کے وقت زخمی ہو کر یکم محرم کو واصل حق ہو گئے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ نے اپنی شہادت سے پہلے نئے خلیفہ کے انتخاب کے لئے ایک چھوڑ گئی کونسل مقرر کر دی تھی جس کے ممبر یہ تھے:-

سیدنا عثمانؓ، سیدنا علیؓ، سیدنا طلحہؓ، سیدنا زبیرؓ، سیدنا سعد بن وقاصؓ اور سیدنا عبدالرحمنؓ بن عوف۔ سیدنا عثمانؓ کے انتخاب کے تفصیلی حالات کی یہاں ضرورت نہیں صرف اس قدر لکھ دینا کافی ہے کہ متفقہ فیصلہ سے آپ خلیفہ منتخب ہوئے۔

۱۔ آج ان مورخوں کی عقلوں پر ماتم کرنے کو دل چاہتا ہے جو تاریخ کی اہمات الکتب سے قطع نظر کرتے ہوئے فیروز کے متعلق یہ نکتہ کریم خربش اپنے مؤرخانہ فرائض سے گویا سبکدوش ہو جاتے ہیں کہ فیروز نے سیدنا فاروق اعظمؓ کی خدمت میں عرض کی کہ میرا مالک مجھ سے زیادہ اجرت لیتا ہے آپ نے اس کے پیشے کے متعلق پوچھا تو اس نے بخاری اور نقاشی وغیرہ بتایا آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ جو پیشے تم نے بیان کئے ہیں ان کے مقابلہ میں جو اجرت تم نے بیان کی ہے وہ زیادہ نہیں اس کے بعد آپ نے فرمایا ایک چکی مجھے بھی بنا دو تو اس نے کہا کہ آپ کو ایسی چکی بنا کر دوں گا جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گی آپ نے اس کی یہ بات سن کر فرمایا کہ اس نے مجھے قتل کی دھمکی دی ہے صرف اتنی سی بات کہ آپ نے اسے فرمایا کہ تیرے پیشے کے مقابلہ میں یہ اجرت جو تو نے بیان کی ہے زیادہ نہیں اور اس نے اتنی بات پر آپ کو قتل کی دھمکی دی یہ تو ایک ضمنی سی بات تھی اصل بات تو وہ تھی جس کا میں نے عرض مؤلف میں سرسری سا اشارہ کیا ہے اور اپنی دیگر تالیفات کے علاوہ اس موضوع پر صحیفہ المہدیث کراچی کے شمارہ یکم رمضان ۱۳۹۳ ھ میں ایک مضمون لکھ چکا ہوں۔

ان عقل کے اندھوں کے لئے جو اغیار کی آنکھوں سے دیکھنے کے عاری ہو چکے ہیں اور انہی کی سی کہتے ہوئے اپنے دین کا حلیہ لگاڑنے میں دن رات مصروف رہتے ہیں یہاں پھر وضاحت ضروری سمجھتا ہوں (باقی اگلے صفحہ پر)

سیدنا عثمانؓ کا پہلا خطبہ | خلیفہ منتخب ہونے کے بعد یکم محرم ۳۳ ھ کو بعد نماز ظہر آپ نے پہلا خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس وقت آپ غمگین دکھائی دے رہے تھے مینبر پر کھڑے ہو کر پہلے اللہ تعالیٰ کی ثناء کی پھر رسول اللہؐ پر درود بھیجا اس کے بعد حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا:-

”لوگو تم ایک فنا ہو جانے والے گھر دنیا میں رہتے ہو۔ عمر کا تھوڑا حصہ باقی رہ گیا ہے موت کے آنے سے پہلے پہلے جس قدر نیکیاں کر سکتے ہو کر لو زندگی کا کوئی حصہ و نہیں تم زندگی کی منزلوں میں سے اس مقام تک پہنچ چکے ہو کہ معلوم نہیں صبح ملک عدم کو پہنچ جاؤ یا شام کو خبردار ہو کہ یہ دنیا ساز و سامان سے ملمع شدہ ہے لہذا اس دنیا کے فریب میں نہ آنا۔ خدا تعالیٰ لوگوں کی کوتاہیوں کو نظر انداز کرتا رہتا ہے۔ اس کے حکم کی وجہ سے دھوکے میں مبتلا نہ ہو جانا۔ جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں

(حاشیہ نمبر ۱ سے آگے) فیروز نہادند کے معرکہ میں گرفتار ہو کر مدینہ پہنچا ہر مزان پہلے ہی مدینہ میں موجود تھا اور اس کی سابقہ حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے سیدنا فاروق اعظمؓ نے اسے کافی سہولتیں دے رکھی تھیں وہ مدینہ میں بیٹھا ہوا جوں جوں ایڑا کی فتوحات کی خبریں سنتا ہیچ وقاب لکھا کر رہ جاتا اس کے دل میں مجوسی سلطنت کے سقوط کا بڑا رنج تھا نہادند کے معرکہ سے مجوسی غلاموں کے پہنچنے پر اس نے ان سے رابطہ قائم کر کے ایک زیر زمین تحریکی سازش کی بنیاد رکھی اور اپنی حاضر دماغی کو بروئے کار لاتے ہوئے عیسائی غلاموں کو بھی جو یہ یوکر وغیرہ کے معرکوں میں گرفتار ہو کر آئے تھے ساقط ملانے کی کوششوں میں منہمک رہنے لگا۔ یہ واقعات تمام تاریخوں کی کتابوں میں موجود ہیں کہ ایک روز ہر مزان، فیروز اور جفینہ یحون ایلیا سیدنا علیؓ کا غلام (عیسائی) ایک مقام پر کھڑے کھڑے پھڑک کر رہے تھے اچانک ہاں سے سیدنا عبدالرحمنؓ بن سیدنا ابوبکرؓ کا گذر ہوا انہیں دیکھ کر یہ تینوں کھسکنے لگے کہ فیروز کی بغل سے ایک خنجر زمین پر گر پڑا جو سیدنا عبدالرحمنؓ نے خود اٹھا کر اسے دیا اس سے تیسرے روز بعد اسی خنجر سے فیروز نے سیدنا عمرؓ فاروق اعظمؓ پر عین بجا نماز حملہ کر کے انہیں شدید زخمی کر دیا اور بارہ تیرہ صحابیوں کو شہید کر کے خود کشی کر گیا۔ جب خنجر دیکھا گیا تو سیدنا عبدالرحمنؓ نے پہچان لیا حضرت عبید اللہؓ بن عمر حقیقت حال سے واقف ہو کر صبر نہ کر سکے رشمیر بکف ہر مزان کے ہاں پہنچے اور اسے قتل کر دیا جفینہ بھاگ گیا (باقی اگلے صفحہ پر)

ان سے عبرت حاصل کرو۔ اور دیکھو کہ دنیا نے مکارہ کے وہ لاٹھے بیٹھے کھڑے کئے جب جنوں نے بڑے بڑے محکمات میں زندگیوں کیسوں اور دنیاوی آسائشوں سے فائدے اٹھاتے رہے اس دنیا کو اسی مقام پر رکھو۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے اور آخرت کی عیلائی طلب کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بہترین مٹائی بیان فرمائی ہے۔

”اے نبی ان کے سامنے اس دنیا کی مثال بیان کرو کہ یہ زندگی بالکل ایسی ہے جیسے آسمان۔ سے بارش ہوتی ہے تو اس سے تم قسم کا سبزہ اُگ آتا ہے لیکن

(ان کے گھٹے صفحہ) سیدنا عید اللہ کو گرفتار کیا گیا سیدنا فاروق اعظم کی شہادت کے بعد سیدنا عثمانؓ سے آرائے خلافت ہوئے تو سب پہلے یہی مقدمہ آپ کے پیش ہوا آپ نے سیدنا عید اللہ کو سزا دی کہ اپنے قاتلان کے حوالے کر دیا تا کہ ان سچا مسلمان تھا اور اور اپنے باپ کی سازشوں سے خوب واقف تھا۔ ختم کر دینا۔ (طبری ص ۲۳۳) یعنی اس نے اللہ نے عید اللہ کو چھوڑ دیا۔ سیدنا عثمانؓ نے عید اللہ کو تعاص میں قتل کرنے کے حق میں تھے۔

المستد والجامع کے برزخ خلافت کے حاکمین حجاب و مہر شیعہ کیسوں کی فتویٰ عین اسلام کی جہت سمجھ رہے ہیں بلکہ کہتا ہے حضرت عثمانؓ نے بیت المال سے فدیر کی رقم دیکر عید اللہ کو آزاد کیا تھا۔ دوسرا بتا ہے کہ انہوں نے اپنے ذاتی مال سے فدیر کی رقم ادا کی تھی حالانکہ طبری جیسے راوی کے ان الفاظ فوقہ کہ ملکہ وجود میں اس ذمہ و دشمنی کی سکر سے ضرورت ہی نہیں تھی اب قطریؒ کی دیر کے لئے آگے بڑھنے سے پہلے اس مقام پر نوک جائے سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد سیدنا عثمانؓ نے سرسرا لے خلافت ہونے کے بعد سب سے پہلے عید اللہ کا گرفتاری کا حکم دیا گو با اس سال بڑا قہر ہو تا رہا جانا مگر سیدنا ام کلثومؓ نے عیسیٰ بن ماریؒ کو عظیم گناہ اور عید اللہ کی سبقتی دارہ یقین سے اسے ایسی ایک طرف انہوں نے باپ کو سمجھا یا اور دوسری طرف عید اللہ کو کہا کہ عید اللہ کر شام میں معاویہؓ کے پاس چلے جاؤ زمین خطاب طحاوی ص ۲۳۲

سیدنا عثمانؓ کا طرہ عمل ناقابلِ فہم ہے کہ ایک کان بازی کے قاتل کو دوس سال کے بعد بھی گرفتار کرنے کے لئے عین ہیں۔ مگر تانلان عثمانؓ کو گرفتار کرنے کے بجائے چاہا اور فوق کیا۔ بالعمیل! (باقی صفحہ)

انجام کا بدیش، فاشک ہو کر اسی میں مل جاتا ہے کہ ہوا اسے اُڑاتے ہوئی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت ہے۔ یہ مال اور اولاد تو دنیاوی عزت کے لئے ہے بقامت اعمال صا کہ ہے جن کی جزا اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین ہے۔

اس خطبہ کے بعد آپ نے عصر کی نماز پڑھائی یہ پہلی نماز تھی جس کی امامت آپ نے فرمائی۔

معلوم دنیا کے نصف سے زیادہ حصہ کی شہنشاہی پر سرقران ہونے کے بعد دنیا کی بے ثباتی اور بے رغبتی کے ایسے کلمات میں آدمی کے زبان سے نکلیں اس کی قوت ایمانی بخشیت ایزدی توجہ الی اللہ اور روحانی بلندی کا اندازہ لگانا انسانی عقل سے باہر ہے۔

راخبر ص ۲۱۰ ختمہ یعنی تاریخ میں یہ بھی مذکور ہے کہ تمام نبوی غلاموں کے کیمپ کا انتظام سیدنا عثمانؓ نے کیا اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ با دکر لینے میں کوئی امرا لے نہیں کیں تمام سازش کا سیدنا عثمانؓ کو علم تھا۔ بقول طبری شہادت فاروق اعظم سے تین دن پہلے کہیں ابن الاحبار نے آپ سے کہا تھا کہ آپ کی زندگی کے تین دن باقی رہ گئے ہیں۔ جب فاروق اعظم نے وفات چاہی تو کعب بن شاذرا اور صرت اس قدر کہا کہ تو بیت کی ایک روایت کے مطابق کہہ رہا ہوں طبری خلافت راشدہ ص ۲۳۲-۲۳۳) علامہ طنطاوی کہتے ہیں کہ اگر کرب والی روایت صحیح ہے تو وہ بھی اس سازش میں شریک تھے (عین خطاب طنطاوی ص ۲۳۲) آج عبداللہ بن سبا کو موجودہ شیعیت کا با د آدم کہا جاتا ہے مگر وہ توان دعات کی موجودگی میں اس اصل خاکے میں جو سیدنا فاروق اعظم کے زمانہ میں تھیں، یہود اور مسائیت کے شریک منسوب سے تیار ہو چکا تھا صرف رنگ بھرنے والا تھا۔ حج کے واقع پر اس سے پہلے مذہبی ہی کسی قسم کے الفاظ کہہ چکے تھے۔

شیعیت کے ڈانڈے کے طرح جو سیت سے ملے ہیں اس پر مزید غور کیا جاسکتا ہے فروز چوہی کی خود کشی کے دن کو تمام شیعہ عید با شیعہ کے نام سے مناتے چلے آ رہے ہیں ملاحظہ ہو شیعیان ہند مصنف ہولسبرج اور سلمن ریڈیٹ مولانا شریک کے مضاف میں قیصر التواریخ جلد ۱ تاریخ ادرہ جلد ۱ اور شیعہ ہند کے الغفری نے فریڈ کے نام کے ساتھ جنی اللہ تعالیٰ نے لکھ کر گویا اس بات کا غور سے بہت بچا یا ہے کہ شیعیت جو سیت کا چرہ ہے۔ بلکہ جو سیت زندگی، یہودیت، مزوریت، منافیت اور

باطنیت وغیرہ عقائد باطلہ کا مجموعہ ہے۔ فاروق اعظم اس نقشہ پر درگزر کا پہلا شکار بنے اور سیدنا ذرا لہرینہ (باقی صفحہ)

فتوحات

۲۵-۲۳ میں سکندریہ کی بنیاد فریڈی اور دیویوں کو مار چکا یا۔ اگر مینا فتح ہوا۔ ۲۴ طرابلس، بیروت، حلب اور دمشق فتح کئے۔ بیت المقدس کو دست دی۔ ۲۵ قریص کا جزیرہ اور سین کا کچھ حصہ فتح کیا۔ ۲۸ میں فارس کا کچھ حصہ اور طبرستان ۲۶ مسجد نبوی کو دست دی۔

۲۷-۲۸ میں شاپور، سرخس، کہان اور سجستان فتح کئے۔ یزدگرد اسی سال قتل ہوا۔ اسی یزدگرد کے گھر شہر با نو نامی بیٹی پیدا کر کے فاروق اعظم کے زمانہ میں مدینہ پہنچی کریدنا حسین کی زوجیت میں دینے کی فرمائی داستان آج زبان زد خاص و عوام ہے۔

۲۹ میں طبرستان، چینی اور رومی ترکمان کے شہروں کے علاوہ طالقان، فاریاب جو زجان، طغرستان بلخ اور بخارا فتح ہوئے۔

حاشیہ گذشتہ صفحہ) دوسرا شکار اور پھران لوگوں نے ہی سیدنا عثمانی کے فرقہ اور یہ خلافت کا تاج رکھا اور انہیں محل و مقین کے معرکوں میں گھسیٹے۔ پھر آخراں میں سے ایک نے آپ کو بھی شہید کر دیا اور ان لوگوں نے ہی سیدنا حسن کو نذر اللہ بنیوں کے لفظوں سے غلام کیا اور آخر سیدنا حسین کو کو ذرا بلکہ شہید کر کے تو ابین بن کعبہ اور کعبہ بنے پر پیش رہے ہیں۔

۱- تمام مورخ اس بات پر متفق ہیں کہ جب محرم ۱۲ھ میں قادیسیہ کے معرکہ ہوا تو یزدگرد کی عمر ۱۱ سال تھی ۲۳ھ میں فاروق اعظم کی شہادت کے وقت یزدگرد ۲۵ سال کا تھا جبکہ یزدگرد ۱۶ھ ہجری میں اور ان کا اس وقت یزدگرد کی عمر ۱۸ سال تھی اسی معرکہ میں ایران کے لوگوں کو غلام نہ کر دینا لایا گیا۔ گویا ۱۸ سال کے لڑکے کے گھر شہر با نو نام کی فوجوں اور کئی موجود تھی اور ۱۶ھ ہجری میں سیدنا حسین کی عمر ۸-۹ سال کے درمیان تھی کسی عجیب جو طوا خواص نے یہ بے سرو پا داستان تراش دیا ہے اسے یہ جڑاں بھی دیا کر میں ۸-۹ سالہ لڑکے کے لیے ایسا فرائضی گفتگو وضع کر رہا ہوں۔ میں نے یہاں تعین عزت رسول کے صفوہاں ۱۲۰۰ شہر یا درستی تقصید بحث کی ہے البتہ وہاں سیدنا حسین کے سن پیدائش کے متعلق عجیب جہ ہمارے آپ کی پیدائش ۱۱ھ ہجری فتح مکہ کے بعد ہوئی شروع سے عزت رسول مثلاً بعد ہجری تاریخ پیدائش تک گئی ہے حضرت حسین کے سن پیدائش کی تحقیق کے لئے میری تالیف "حسین بن علی" دیکھیے۔

فتنہ کی ابتداء

سیدنا عثمان کی خلافت کے ابتدائی پچیس سال حضرت شعیب بنی کی خلافت کے زمانہ سے بھی زیادہ بڑا گراں گزرتا تھا۔ کعبہ کے زمانہ میں ان بد باطن تخریبی عناصر نے جو بے نیکی اڑائی شروع کیں اور کج کنج بنے ہوئے روایات سے تاریخ کے صفحات سیاہ کر کے جا رہے ہیں اس سے بڑھ کر تاریخی بددیانتی کی مثال ملنا محال ہے اسی نے یزید بن عبدالمطلب کی تحریک کے داعیوں نے مختلف مقامات پر کہیں یہ کہنا شروع کر دیا کہ حضرت عثمان نے بعض بدعات کو رواج دے رہے ہیں بعض مقامات پر اس قسم کی افواہوں سے عوام کو گمراہ کرنا شروع کیا گیا کہ آپ اپنے رشتہ داروں کو عوام پر ترجیح دے رہے ہیں آہستہ آہستہ ان افواہوں نے زور پکڑنا شروع کر دیا حالانکہ یہ سب محض کذب و افتراء اور آپ کی ذات پر سراسر بہتان تھا۔ نیز در عقیدت میں یہ روایت بیان کی جا چکی ہے کہ نبی علیہ السلام نے جیش عسرت کے موقع پر فرمایا تھا کہ آج کے لیے عثمان کو اس کا کوئی فعل نقصان نہیں پہنچائے گا۔ آج اگر لعین کو طعن اس کا یہ مطلب اخذ کریں کہ خدا انجاستہ اگر عثمان کہیں اسلام سے بھی گریختہ ہو جائیں تو ان کا ارتداد نہیں ان کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ بلکہ اس کا اصل مغز یہ ہے کہ عثمان کی فطرت میں نیکیاں اور پاکیزگیاں اس طرح جاری و ساری ہو چکی ہیں کہ آپ اس بات کا امکان ہی نہیں کر ان سے کسی برائی کا صدور ہو سکے چنانچہ اس زمانہ کے ایک بڑی شاعر کے ایک طویل قصیدہ سے چند اشعار راقین کی نظر ہیں۔

لا تاتوا کذا ابد اجدب انکم سرقا
انہ اسقوا عثمان کے زمانہ میں لوگوں کا حال لڑکھن
اصل الاعادة فتح ملک ابن عدنان
کھاؤ۔ اپنی عادلانہ مطایق حضرت عثمان کی حکومت میں

عثمان ابن عفان الذی جریتم
قتل اللصوص بحکمہ الصرقان
ابن عفان وہ ہے جس کا قہر تم کہے ہو وہ یزیدوں
کو قرآن کے حکم کے مطابق قتل کرتا ہے۔

ما زال لعل یا اکتساب مہمیتا
فی کل عنق منسہم و دینان
ہمیشہ سے قرآن کے حکم کی مخالفت کر رہا لہذا
کے اعضا ہوا جس کے احکام جاری کر رہا لہذا ہے

عربکے یہود بنی علیہ السلام حبیب مدینہ میں تشریف فرما ہوئے تو اس وقت مدینہ میں یہود کے تین قبیلے آباد تھے۔ بنو نضیر بنو قریظہ بنو بنیقلہ یہ لوگ مختلف موافقہ پر اسلام دشمن سرگرمیوں کی وجہ سے مدینہ سے نکال دیئے گئے۔ حالانکہ بنی علیہ السلام ان سے ایک عہد نامہ لکھوا چکے تھے کہ ہم اچھے مہمانوں کی طرح ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے۔ غزوہ بدر کے موقع پر بنو قریظہ کے چند افراد نے ایک مسلمان عورت پر دست دراز کی حبیب ان سے پوچھا گیا تو تمام قبیلہ آمادہ فساد ہو گیا۔ لہذا تمام قبیلہ کو مدینہ سے نکال دیا گیا۔

مسلمہ مد میں نبی علیہ السلام ایک دیوار کے نیچے تشریف فرما تھے کہ بنو نضیر کے چند بد معاشرے نے اسے سرداروں کے ایما و ہدایت پر پتھر گرا کر آپ کو خاک بدہتم بلک کرنے کی سازش کی مگر آپ کو معلوم ہو گیا۔ انہیں مدینہ سے نکال دیا گیا غزوہ احزاب کے موقع پر بنو قریظہ اور بنو نضیر نے قریش مکہ کی بغیر ہمدردی کی۔ اور بنو قریظہ نے جو مدینہ میں موجود تھے۔ وعدہ خلافت کے عین محاصرہ کے ایام میں حملہ آوروں سے بغیر ہمدردی کیا۔ اس طرح میں اس قبیلہ کے تمام مرد قتل کر دیئے گئے مشہور یہودی رئیس کعب بن اشرف کو چند مجاہد پہلے ہی قتل کر چکے تھے۔

مجوس و یہود کا گٹھ جوڑ مجوس و یہود کے روابط کی طرف کعب بن الاحبار کے واقعہ میں پہلے ہی نشاندہی کی جا چکی ہے۔ حنفیہ عیسائی کا فاروق اعظم کی شہادت کی سازش میں شریک ہونا بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہودیت، مجوسیت اور عیسائیت کے پیرو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو چکے تھے ہرمزان کے قتل کے بعد ان میں کوئی مرکزی شخصیت نہ رہی۔

ان تخریبی عناصر کا کوہج لگانے کے لئے ہمارے پاس اس زمانے کے واقعاتی تسلسل کے طور پر کوئی واضح ثبوت موجود نہیں مگر تاریخ و روایات میں کچھ واقعات کو جمع کر کے دیکھیں تو ایک منظم سازش کا بیہوشی آمیز کھربھکھرا سنا آتا ہے اور میں ان سطور کے ذریعہ آپ کو اسی مقام کی طرف سے جانا چاہتا ہوں جو آج تک تاریخی پردوں میں گھونسا

اس دور کی سیاسی تاریخ کی دلیل سے صحیح و سلاست یا بالکلنے کے لئے مختلف اور متضاد روایتیں کے پس منظر سے حقائق کو چھانٹ کر پیش کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر مجوس و یہود کے تباہ کردہ مہولے کی نشانی میں پڑے پڑے جنادر کی قسم کے مورخ بھیگ کر رہ گئے اور اپنی کم علمی، کم عقلی اور عدم بصیرت کو مشاجرت صحابہ کے ذہیل میں کھینچ کر اصل حقائق کا کوہج لگاتے سے ہی دست بردار ہو گئے انہیں صرت یہی پہلو سمجھائی دیا کہ بنی علیہ السلام جس جماعت کو چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوئے تھے سب کے سب ایسے اعلیٰ درجہ کے بلند کردار لوگ تھے کہ ان کی نظیر دنیا کی کسی قوم میں نہیں ملتی انہوں نے نیات کی خطرناک الجھن میں پڑ کر کئی تقویٰ اور دیانت کو با تھ سے نہ جانے دیا۔

مگر اس بات کو یہ مورخ قطعاً بھول گئے کہ مدینہ میں صرت صحابہ کرام ہی نہ تھے کہ ہم مشاجرت صحابہ سے دامن بچاتے۔ بچاتے ان منافقین کی کاروائیوں کو بھی نظر انداز کریں۔ جو عبداللہ بن سبا کی روحانی ذریت کی صورت میں پیدا ہوئے تھے جارح تھے۔ یا ان نو مسلم مجوسوں اور مجوسی غلاموں کو نظر انداز کریں جن کی ایک کثیر تعداد مدینہ میں موجود تھی اور ان نو مسلم عیسائیوں یا عیسائی غلاموں اور نو مسلم یہودیوں کو بھی پیش نظر نہ رکھیں جو ایک کثیر تعداد میں مدینہ بلکہ تمام عالم اسلام میں موجود تھے آپ نے گذشتہ سطور میں دیکھ لیا ہے کہ سیدنا فاروق اعظم کے خلاف جو تحریک پھول چڑھ رہی تھی اس سے اکثر صحابہ واقف تھے۔ اور انہوں نے اکثر اشاروں اور کلمات میں آپ کو آگاہ بھی کر دیا تھا۔ مگر وہ کیا اسباب تھے جن کی وجہ سے سیدنا فاروق اعظم کو کھل کر واضح طور پر کسی نے آگاہ نہیں کیا۔ یہ امر یقیناً اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس سازش کے پیچھے کوئی اہم طاقت کا فرما تھی جس سے دور کردہ لوگ اصل حالات سامنے نہ لا سکتے تھے۔ اور آج تک سازش کے وہ پوشیدہ اسباب نہ شہود پر نہ لائے جا سکے۔

یہ کتنا افسوسناک المیہ ہے کہ سیدنا فاروق اعظم نے انتہائی افسوسناک اسباب کو شہید کیا جاتا ہے پھر وہ سیدنا عثمان کو شہید کرتا ہے اور بعد میں۔ یہنا علی کو گھیر کر خلافت کا بار اٹھاتا ہے پھر جو کرتے ہے اور

عہد نہیں دارالحکومت تبدیل کرنے پر مجبور کر کے کوہے جاتا ہے اور آخر میں انہیں بھی شہید کر دیتا ہے۔ آگے بڑھتا ہے اور سیدنا حسن کو کربلا لکھتا ہے اور پھر زنجی کو دیتا ہے اس کی طاقت بڑھتی چلی جاتی ہے اب وہ گردہ کھل کر سامنے آتا ہے اور اپنے روحانی آپ جَدِّ کے عقائد کے مغلوبہ سے نئے عقائد کا فکا کر تیار کرتا ہے ساتھ ساتھ سیدنا حسینؑ کو کوفہ پہنچنے کی دعوت دیتا ہے مگر جب انہیں حقیقت حال کا علم ہوتا ہے اور وہ عازم دمشق ہوتے ہیں تو انہیں شہید کر دیتا ہے اور بعد میں تو انہیں کا جامہ بہن کر گریہ و ماتم میں مبتلا نظر آتا ہے تاریخ عالم گواہ ہے کہ ہر درویش اس کردہ نے اسلام کے فلاح پر عبور اور انداز میں اپنی طاقتوں سے کام لیا اور قسم بالائے قسم یہ کہ مسلمانوں میں نہایت چاکری سے شکرانہ افعال و اعمال کو دھاویہ کیا مگر سادہ لوح مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ آج تک وہ اسلام کے ان اڑنی وادی دشمنوں کو نہ پہچان سکے۔ بلکہ ان کو اپنی جماعت میں شامل کئے ہوئے ہیں اور ان سے سلسلہ مناکحت و مصاہرت بھی جاری رکھے ہوئے ہیں حد یہ ہے کہ کسٹی کہلانے کے باوجود چاقب اس ساتھ فیصد رفا لکھتی انہی دشمنان اسلام کے اختیار کئے ہوئے ہیں اور پستی و قداری و سہر و دی تو وہ فیصد انہی دشمنان اسلام کے ہم عقیدہ ہیں یا لفاظ و کرم تفصیلی شیعہ ہیں۔

عبد اللہ بن سباؑ
صفا میں کہہ دینے والا ایک نہایت ذہین مگر غیاری مکار، چالاک اور فتنہ گر یہودی تھا۔ توبہ، انجیل اور قرآن کا عالم عقار نہایت کسان حاضر جواب اور حاضر و داغ تھا یہودی جب جو مزید تماعب سے خارج الید کر دیئے گئے تو وہ نظار مسلمان ہو گیا (رجا بن سلم) اور کمانی کی زندگی میں حالات کا مطالعہ کرتے لگے۔

۱۔ عبد اللہ بن سبا کو کوئی علی حقیق شیعہ اپنی تالیف تصانیب تاریخ اسلام پر تحقیق ترمیر سے بن ایک فرضی شخصیت قرار دیتا ہے اس شخص کا کیا نسبتیں حال سے خالی نہیں یا تو مذکور مذہب سے تعلق رکھتا ہے اور کسی مذہب پر ہے اور یا وہ اس قدر اپنے مذہب سے بیگماد ہے کہ وہ ایک ایسی حقیقت کا انکار کر رہا ہے جس کا ذکر اس کے مذہب کی تمام کتب میں موجود ہے یا وہ جان بوجھ کر اپنے یہ فریق کے دوجہ انکا باقی لکھنے وغیرہ۔

عبد اللہ بن سبا کے متعلق علی ما ذہنی لکھتا ہے کہ وہ خود نبوت کا مدعی اور علی مرتضیٰؑ کی الوہیت کا معتقد تھا۔ وہ شروع شروع میں یہ خیال کر کے گوش نشینی کی زندگی گزارنے لگا کہ ایران کی مجوسی حکومت یا روم کی عیسائی حکومت مسلمانوں کو ختم کر دیں گی مگر جب اس نے دیکھا کہ معلوم دنیا کی بددلوں مسلمانوں کے سامنے جس دغا شک کی طرح پہ چلی جا رہی ہیں تو اس نے اپنے منصوبے کی ابتداء کی یعنی پہلے اپنے ہم قوم ان یہودیوں سے رابطہ قائم کیا جو یغابہ مسلمان ہو چکے تھے اور ان کا مدد سے ایسے مجوسیوں کو کمانش شروع کیا جو نظام مسلمان ہو چکے تھے یا بحالت غلامی زندگی گزار رہے تھے جب اس کے پاس ایک جمعیت فراہم ہو گئی تو اس نے تمام ممالک اسلامیہ میں جہاں موزوں سمجھا اپنے کارند بھیجنے شروع کئے اور بعد میں خود بھی لکھ لکھ ابھرا اور کمانش شروع کیا کہ علیؑ معبود حق ہیں۔

واقعہ چاہے گذشتہ صفحہ کے عاترہ المسلمین کے سامنے اپنے مذہب کی بداعمالیوں کی بوجہ پوشی کرنا چاہا ہے۔ میں علی حسین اور اس جیسے دیگر شیعوہ حنفیوں سے پوچھتا چاہتا ہوں کہ آخر تم لوگ کب کلاسی دور فی با لیبیہ برزندہ رمو گے یہی علی بنین اپنے اس کتاب میں ہیں یہ کہ مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہوئے لکھتا ہے میں نے اپنی تالیف کو مسلمانوں کے سواد اعظم کی تالیفات سے مرث کیا ہے اور اس کے بعد جن کتب کے حوالے دیتا ہے وہ سب کا صلیب شیعہ مذہب سے تعلق رکھتی ہیں مروج المذہب کا مولف مسعودی، مجمع البیان کا مرث شریفی، شاعر ابن ابی الحدید، مقتل حسین کا مولف ابی خلیفہ خوارزمی، نور البصائر کا مولف موسیٰ، تاریخ الشریعہ کا مولف محمد زفری، تفسیر الاحزان کا مولف ابن ثناء و ابی الیام کا مولف علی آقا تبریزی، کتاب المکنی کا مولف عباس قلی، فضائل الخلیفہ کا مولف سید زعلی، وقتہ الصفا کا مولف محمد فاضلہ جوی ریکی سب شیعہ تھے۔ کتاب المماسن، ذخیرہ الدارین، روضۃ الاحباب، صلیب البیرو، معارج البیروہ شیعہ بنی تالیفات ہیں۔ ابو الفدا، اعظم کوئی اور لفظ کوئی بھی شیعہ تھے۔ سرالشاہ تاتہ کی شیعہ تھیں کہ کراہ عبد العزیز کے نام سے منسوب کا ہے یہ لوگ اسی طرح جاہل سنیوں کو دھوکے دیتے چلے آ رہے ہیں تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب التعلیل۔

تہا ری تمام کتب میں عبد اللہ بن سبا ذہنا ناظر آ رہا ہے مگر اب تم اسے ایک فرضی شخص قرار دے رہے ہو اپنے پانچویں امام محمد رضاؑ کی ایک ارشاد سنیں مجھے (باقی لکھنا صبر)

آگے بڑھنے سے پہلے اسی مقام پر اس کی مذہبی حالت اور اس کے عقائد و نظریات کا بیان ضروری معلوم ہوتا ہے۔ سیدنا علیؑ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ آپ کو اس کے متعلق معلوم ہوا تو بکواسمیں آیا۔ اور اس کے متعلق سطور بالا میں بیان ہو چکا ہے۔ ان کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا کہ آپ واقعی مہذب و پیر ہیں۔ پس سیدنا علیؑ نے کہا کہ اس تیری ہی ذات تیرے ماتم ہیں۔ روئے شیطان تجھ سے نہیں کر رہا ہے۔ اس عقیدے سے باز آ جا اور تو یہ کر، مگر اس نے انکار کر دیا۔ تو اپنے اُسے قید کر دیا۔ تین روز متواتر اُسے توبہ کی ہدایت کی۔ جب وہ اپنے عقائد سے باز نہ آیا تو اُسے آگ میں جلا دیا۔ و ساق لانی طالب طبع و عزمی علیؑ (علا سطر ۱۲)

تھوڑے نفی تیرے کے ساتھ ہی واقعہ علیؑ حسینؑ کی پوری نے لکھا ہے عبداللہ بن سنانے

(حاشیہ گذشتہ صفحہ) ابان بن عثمان کہتے ہیں میں نے سنا ابو عبد اللہ جعفر صادقؑ سے قرأت میں اللہ کی لغت ہو، ہر سب پر لکھنے والا، المؤمنین علی علیہ السلام کے پروردگار ہوئے کا دعویٰ کیا۔ اللہ کی قسم امیر المؤمنینؑ تو اللہ کے زباندار بندے تھے، مگر کج تم لوگ انہیں مشکل کشا پر کارشاد امام کے منکر کوں ہو رہے ہو، دونوں) اس شخص کے لئے ہدایت جو میں نے ہم بھرت با نندھا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم ائمہؑ بیت الیٰ کے کتاب محفوظ ہیں نہ کہتے جو ہمارے درمچھوٹ لکھا نہ تھیلے اور ہم پر اثر کر کے ہماری سچی باتوں کو بھی لوگوں کے مان ساقط الاعتبار بنا دیتا ہے علامہ کشی فرماتے ہیں ابن علیؑ ایک جماعت نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن سباؑ ہودی تھا اسلام کا مکرر علیؑ سے محبت کرنے لگا وہ اپنے زمانہ یہودیت میں بھی حضرت یوشع بن نونؑ کے یار تھے دمی ہوئی ہوئے کا غلطی و جبر سے عقیدہ رکھتا تھا۔ اس نے اسلام لا کر رسول اللہؑ کی ذات کے بعد حضرت علیؑ کے دمی ہونے کا ایسا ہی عقیدہ بیان کیا یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے امامت علیؑ کے فرض ہونے کا قول شہور کیا اور آپ کے بزرگمخوڑ دشمنوں سے برأت کی اور مخالفین (صحابہ کرامؓ) کی تنہا کر کے انہیں کافر کہا (رجال کشی ص ۱۸)

عبداللہ بن سبا کے لئے الاخبار انوال طریقی ابن اثیر، ابن خلدون، ابن کثیر دیکھیے۔

مستشرقین میں سے رائے مارٹ نامہ اندلس دیکھیے۔ نیز دیکھیے شہر شیعہ امامت حقانی کی تالیف تہذیبۃ العقول جلد ۲ ص ۱۸۳

جہاں شیعہ کی طرف رجوع کر کے امیر المؤمنینؑ کے متعلق انہیں الوہیت کا سبق دیا۔ اور آپ نے مع اس کے متنبیہت، اُسے آگ میں جلا دیا (مسند الصاحبین فی شرح الراجین کلام علیؑ فی بیاد علیؑ) اقول لہذا: جہاں تک عبداللہ بن سبا کے ارتداد اور کفریات کا تعلق ہے وہ تو صحیح ہے مگر سیدنا علیؑ کا اُسے آگ میں جلا دینا محض ایجاد و بدعت ہے۔ تاریخ کی اُمہات الکتاب اس سے غرض نہیں اور عیسٰی بن ابی مرثد بہت بڑا بہتان ہے کہ آپ نے اُسے زندہ آگ میں جلا دیا۔ حالانکہ شریعت میں یہ بات قطعاً حرام ہے اُسے سیدنا علیؑ کی ذات کی طرف منسوب کرنا ایک بہت بڑا بہتان ہے۔ بعض تاریخیوں میں یہ بھی قوم ہے کہ اُسے جلا وطن کر دیا گیا تھا۔ مگر کہاں جلا وطن کیا۔ اس کا انجام کیا ہوا۔ اس کا جواب ان لوگوں کے پاس سمجھ نہیں۔

اصل واقعات یہ ہیں کہ سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد بھی عبداللہ بن سباؑ سرگرم تحریروں اور سیدنا علیؑ کی شہادت تک ان کے لشکر میں رہا جبکہ جمل سے پہلے سیدنا علیؑ اور صدیق اکبرؑ کے درمیان صلح کے مدارج تقریباً تقریباً ہو چکے تھے۔ ابن سباؑ اور اس کے متنبیہت کو اس صلح میں اپنی موت نظر آتی تھی اُس نے مصد اپنے متنبیہت کے اچانک صدیق اکبرؑ کا نشانہ کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ صدیق اکبرؑ کے لشکر نے سمجھا علیؑ نے وعدہ خلافی کر کے ہمارے لشکر پر حملہ کر دیا ہے انہوں نے اس غلط فہمی میں سیدنا علیؑ کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ سیدنا علیؑ اور ان کے لشکر نے سمجھا کہ صدیق اکبرؑ کا نشانہ کے لشکر نے وعدہ خلافی کی ہے پس لڑائی شروع ہو گئی۔ جنگ صدیق کے موقع پر بھی جب سیدنا علیؑ نے سیدنا معاویہؓ کی بیکار پر لڑائی شروع دینے کا حکم دیا تو مالک بن اشتر نے آپ کے حکم کی کوئی پرواہ نہ کی۔ مالک بن اشتر ابن سباؑ کا خاص مشیر تھا۔ سیدنا علیؑ اس تحریروں کو روک نہ سکا۔ دشمنوں سے خوب واقف تھے۔ ایک بار آپ نے اپنے لشکر کو سکھ دیا کہ تم میں جو قابیل عثمانؓ ہیں سیکر لشکر سے الگ ہو جائیں تو میں ہزار آدمیوں کے ہاتھ بلند کر دیتے کہ ہم سب عثمانؓ کے قاتل ہیں گویا سیدنا علیؑ کے لشکر میں ابیہ ہزار عبداللہ بن سباؑ تھے۔

اور آخر واقعہ حکیم کے بعد یہی سبائی جو شبیان علی کے نام سے مشہور ہو چکے تھے ان میں سے کچھ آپسے الگ ہو کر خوارج کے نام سے موسوم ہوئے اور وہ آفتاب رشتہ بہایت وہ منبع جود و کرم وہ معدن فیوض و برکات انہیں لوگوں میں سے ایک کے ہاتھوں حاصل بحق ہوا (جلد العیون ص ۲۵۹ وغیرہ)

عبداللہ بن سبا اپنے کام کی ابتدا کرتا ہے جس وقت ابن سبا نے اپنے کام کی ابتدا کی اس وقت مدینہ النبی کے علاوہ چار اور مرکزی مقام تھے کوفہ جہاں کا گورنر ولید بن عقبہ تھا۔ کوفہ سے مشرق کی طرف کے تمام ذیلی سو بجات اس کے ماتحت تھے۔ بصرہ جہاں کا گورنر عبداللہ بن عامر تھا۔ دمشق میں امیر معاویہ کی گورنری تھی۔ مصر میں عبداللہ بن سرح گورنر تھے۔

ابن سبا نے اپنے کام کی ابتداء بصرہ سے کی۔ وہ بصرہ پہنچ کر کلج بن جبیل نامی ایک نظر بند ڈاکو کے ہاں مقیم ہوا اس کی مدد سے ایک مجلس بنائی اور دغ و پند کے پردے میں تخریب کا سلسلہ شروع کیا۔ جب عبداللہ بن عامر کو اس کی سرگرمیوں کا علم ہوا تو انہوں نے بلا کر دریافت کیا کہ ابن سبا نے جواب دیا کہ تو مسلم ہوں اور آپ کے ذمیر سایہ رہنا چاہتا ہوں۔ مگر ابن عامر کو اس کے اشاروں کنایوں کے پس منظر کا علم ہو چکا تھا۔ اس لئے اُسے بصرہ سے نکال دیا۔ مگر بصرہ میں وہ اپنے ہم خیال لوگوں کی اچھی خاصی تعداد بچھے چھوڑ گیا تھا۔ کاشف کہ ابن عامر اسے جلا وطن کرنے کی بجائے قید کر دیتے یا قتل کر دیتے۔ بصرہ سے نکل کر کوفہ پہنچا۔ وہاں بھی اُس نے ایسی ہی کاروائیاں شروع کیں وہاں سے ولید نے نکال دیا۔ مگر کوفہ سے نکلنے سے پہلے اُس نے لوگوں سے رابطہ قائم کر کے انہیں اپنے دھب پر لگا لیا تھا جنہوں نے علی بن الیمان کے گھر ڈاکہ ڈالا تھا اور اُسے قتل کر دیا تھا۔ اور ولید نے ان سب لوگوں کو قتل کر دیا تھا۔ ان مقتولوں کے ورثہ سب ابن سبا کی پارٹی میں شامل ہو گئے۔

کوفہ سے نکالے جانے کے بعد شام میں پہنچا مگر شام میں امیر معاویہ کی سیاست پر بڑی مضبوط گرفت تھی وہاں اُسے کوئی سہارا نہ ملا لہذا وہ بڑا بوزغ غناری کے دل میں

چند شکوک پیدا کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ابوذر غفاری کے بعد وہ حضرت ابوذر کے پاس پہنچا اور وہی بات دہرائی جو حضرت ابوذر غفاری کے سامنے بیان کی تھی کہ تمام مال اللہ کا ہے۔ بات دل کو لگنے والی تھی اور تھی بھی صحیح مگر وہ اس بات سے یہ کام لینا چاہتا تھا کہ امیر معاویہ نے بیت المال میں مال جمع کر رکھا ہے اور اس کا شرعی طور پر کوئی جواز نہیں حضرت ابوذر حضرت ابوذر غفاری کی طرح سادہ لوح نہیں تھے بلکہ نہایت تیز رس ذہن کے مالک تھے انہوں نے سنتے ہی پکڑ لیا اور کہا تو کون ہے؟ جو ایسی فتنہ انگیز باتیں کرتا ہے۔ خدا کی قسم تو یہودی ہے۔ وہاں سے بھاگ نکلا مگر حضرت عبادہ بن صامت پکڑ کر اُسے امیر معاویہ کے پاس لے گئے۔ اور کہا اسی شخص نے حضرت ابوذر کو آپ سے اُلجھایا ہے امیر معاویہ سے ساری زندگی میں اگر کوئی غلطی سرزد ہوئی تو صرف یہ تھی کہ آپ نے اُسے دمشق سے نکل جانے کا حکم دیا اگر آپ اُسے گرفتار کر لیتے یا قتل کر دیتے تو اس فتنہ کا خاتمہ ہو جاتا۔ دمشق سے نکل کر وہ سیدھا مصر پہنچا مگر کوفہ بصرہ میں اپنے ہم خیال لوگوں کی اچھی خاصی تعداد چھوڑ گیا۔ اور دمشق میں بھی اس کی باتوں پر لوگوں نے چہ میگوئیاں شروع کر دیں۔

مصر میں اسے یہ سہولت حاصل ہو گئی کہ مصر مدینہ سے بہت دور تھا۔ یہاں صحابہ کرام کی تعداد بہت کم تھی۔ یہاں بٹھ کر اُس نے کوفہ اور بصرہ میں اپنے حواریوں سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس کی پارٹی میں مجوس اور یہود کے علاوہ تمام سنا یا فتنہ قسم کے لوگ یا ان کے رشتہ دار شامل ہونے شروع ہو گئے۔ گورنر کوفہ ولید کو ڈاکوؤں کے رشتہ داروں نے تبدیل کر دیا تھا۔ اب سعد بن العاص کوفہ کے گورنر تھے بصرہ میں ابن سبا کا ایجنٹ جبیلہ ابن سورا کام میں مصروف رہا مصر میں اُس نے اپنے فتنہ کو بیات سے بہتے کر رہی شکل رسی اور رجعت کے عقیدے کے پرچار سے ابتدا کی۔

ان الذی فرض علیہ انذار لانی معاذ جو قلعہ مکہ کے متعلق

پیشگوئی تھی رجعت کے معنوں میں بیان کرنے کا وہ بڑے درمندانہ لہجہ میں کہتا کہ ہر نبی کا وہی ہوتا ہے رسول کریم کے وہی علی ہیں چونکہ نبی اکرم خاتم الانبیاء ہیں۔

اس لئے علیؑ قائم الودعاء ہیں۔

ابن سبا کو مصر میں دیکھا کہ کوفی مل گئے محمد بن ابی بکرؓ کو سیدنا علیؑ کا ریب تھا اس کی عمر تین سال کے قریب تھی کہ سیدنا علیؑ نے اس کی ماں سے نکاح کیا تھا۔ اس کا تمام تربیت سیدنا علیؑ کے گھر میں ہوئی۔

محمد بن زیدؓ، جیسی حدیث کا بیٹا ہے جنہوں نے عرفات کے میدان میں سیدنا فاروق اعظمؓ کو کہا خفا کر آپ اسی ماہ میں شہید ہو جائیں گے یہ امور نہایت غور طلب ہیں اور اس بات پر ملت کرتے ہیں کہ اس سازش کا سلسلہ کہاں تک جا پہنچتا ہے۔

دینی فتنہ کے ساتھ ساتھ ابن سبا نے مختلف شہروں میں بھیجے ہوئے اپنے اکیڈمیوں کو ہدایت بھیجیں کہ اپنے اپنے مقامات پر سیدنا عثمانؓ کے عاملین کی برائیاں بیان کرنا شروع کر دے۔ سمجھدار لوگ جانتے تھے کہ یہ سب فتنہ ہے اور اپنے مشاہدہ کی بنا پر ان شکایات کو جھوٹ اور افترا سمجھتے تھے۔ مگر سبائیوں کا پروپیگنڈہ عوام کے ذہنوں میں اثر انداز ہوتا رہا تھا۔ اب اس کا پانی کے ٹوکوں نے اس کی ہدایت کے معائنہ میں اختلاف پیدا کر دیا۔ نئی شکل دی۔ یعنی بصرہ کے۔ یا یوں تو کہ یوں اور مصر لوہ کی طرف اس قسم کے خطوط کھولتے شروع کئے کہ بصرہ کے عوام پر میرے بڑے بڑے مظالم ہو رہے ہیں کوفہ کے ہیں میں نے سردار بصرہ کے ٹوکوں کو کھٹا شروع کیا اور دھوکے سبائیوں نے بصرہ اور کوفہ کے لوگوں کو ایسی اطلاعات ہم پہنچا دیں شروع کیں۔ اس سبائی فتنہ نے ملک میں ایک عام شورش کی سی کیفیت پیدا کر دی۔ بہر شخص اپنے مقام پر بے اطمینانی کی سی کیفیت محسوس کرنے لگا۔

سیدنا عثمانؓ وہ انور بن دریا حال کیلئے اقدام کرتے ہیں | حبش شورشیں مد سے

لہ: یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ابن سبا نے ہزاروں صحابہ کرامؓ میں سے صرف سینا علیؑ کی کاپی تحریر کیا نہ سرگرمیوں کے لئے ڈسائن کے طور پر استعمال کرنے کے لئے کیوں نہیں کیا حالانکہ شجاعت، حلم، علم، سخاوت، و شیار اور جو دھماکی صفات میں بعض صحابہ سیدنا علیؑ سے بھی بلند مقام رکھتے تھے۔

برہمنے گئیں تو سیدنا عثمانؓ نے صحابہ کرامؓ کو مشورہ کے لئے طلب فرمایا۔ فیصلہ ہوا کہ مختلف شہروں میں چند جیدہ اصحاب کو دریافت حال کے لئے بھیجا جائے چنانچہ اسامہ بن زیدؓ کو بصرہ، محمد بن سلمہؓ کو کوفہ، عبداللہ بن عمرؓ کو شام اور عمار بن یاسرؓ کو مصر کا طرف روانہ کیا گیا۔ یہاں اس بات کو بھی ذہن میں رکھیے کہ جن اصحاب کو دریافت حالات کے لئے مختلف مہجرات کی طرف بھیجا گیا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی سیدنا عثمانؓ کے خصوصی یا ذاتی قسم کے تعلقات نہ تھے چونکہ حضرت عثمانؓ ظاہر و باطن میں نہایت پاک طینت، پاک فطرت، نیک نیت اور نیک سرشت تھے اس لئے وہ دیانتداری سے سچ حالات دریافت کرنا چاہتے تھے۔

آج جو بد باطن قسم کے لوگ ان کی ستودہ صفات کراچی ذات پر بہتان باندھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے رشتہ داروں کو خصوصی رعایتیں دیں وہ ذرا اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ اسامہ بن زیدؓ جنہیں بصرہ بھیجا گیا وہ اول المؤمنین زید کے بیٹے تھے اور اس لشکر کے سالار تھے جسے نبی علیہ السلام نے اپنی مرض موت کے دوران ہزار ہا اہل صحابہ کرامؓ کے موجود ہوتے ہوئے اس منصب پر فائز کر کے مدینہ سے رخصت کیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو شام کی طرف بھیجا گیا ان کے تعارف کی ضرورت نہیں۔ سابق بالہمد ملالوں میں سے تھے زید و قوی میں اتنا بلند مقام رکھتے تھے کہ اہل صحابہؓ ان کا خصوصی طور پر احترام کرتے تھے۔ حق گوئی میں بے نیام تلواریں تھے۔ محمد بن سلمہؓ کو کوفہ بھیجے گئے۔ صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ اور سیدنا عثمانؓ کے زمانہ میں محکم کہ احتساب کے سبب رہے اور تمام انتظامی امور ان کے نگران تھے۔ عمار بن یاسرؓ کو مصر بھیجے گئے ان کی ذات بھی کسی تعارف کی محتاج نہیں اول الذکر ہر سہ اصحابؓ تحقیق و تفتیش اور دریافت حالات کے بعد واپس آ گئے مگر عمار بن یاسرؓ کو مفسدہ پردازوں نے مصر سے واپس ہوتے ہی راستہ میں اس خطرہ سے شہید کر دیا کہ ان کے واپس مدینہ البقیہ میں پہنچنے پر ہمارے خیر نہیں ہے۔

لہ: سارا اور آپ کے والدین سارا آپ کی والدہ سمیت تھے خانت غلامی اس وقت تھیں یہاں کی مکمل تحریر

سوائے مصر کے تمام مقامات سے تسلی بخش اطلاعیں آئیں چونکہ تخریب پسند گروہ زیر زمین اپنی تخریب پسندانہ سرگرمیوں سے کام لے رہا تھا اس لئے نگاہ ہر کوئی فتنہ نظر نہ آیا اس کے باوجود سیدنا عثمانؓ نے اپنے تمام عاملین کے نام اور عام لوگوں کے نام میں مضمون ایک سرکل جاری کیا۔

کھلی جھپٹ | میں حبیب خلیفہ ہوا ہوں ام بالمعدنہ اور ہی عن النکر پر میرا عمل ہے اور میرے رشتہ داروں کا عام مسلمانوں سے زیادہ کوئی حق نہیں مگر مجھے مدینہ کے رہنے والے بعض لوگوں کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ حکام کو ان کو بارتے اور گالیاں دیتے ہیں۔ اس لئے میں اس خط کے ذریعہ عام اعلان کرتا ہوں کہ جس کسی کو خفیہ طور پر گالی دی گئی ہو یا ہتھیار لگا ہوا ہو وہ جج کے مقررہ پرکھ مضمر میں مجھے ملے اور جو مجھ اس پر ظلم ہوا ہو خواہ میرے ہاتھوں یا میرے عاملوں کے ذریعہ سے، اس کا بدلہ

القدر ما شکرہ فی حقہ جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے کہ اگر تم نے کسی کو مار دیا تو اس کا بدلہ لے لو۔ شہید ہو گئے۔ وقت گذرنا اور سیدنا عثمانؓ کی بیعت بچ گئے۔ یہ خبر کی تعمیری ہو سکتی تھی یا قیسی یہ کہ تم ایک ایک بیعت لارہے تھے کہ سیدنا عثمانؓ اور وہ دائیں لارہے تھے نبی علیہ السلام نے آپ کو دیکھ کر فرمایا ائتھا فی الفتنۃ الباغیۃ یعنی ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ آپ کی طبیعت میں زیادہ وقت اعت کے علاوہ خودت پسندی کا رجحان بھی بدتر و اتم موجود تھا۔ نہایت سادہ مزاج صاف باطن اور صلہ کل شرب کے حامل تھے حضرت عثمانؓ نے جب آپ کو دریافت حال کے لئے مدح بھیجا تو آپ کی ترش ترین کھانسی سے سال گذر چکے تھے۔ بقول بڑی داہن خلدون ان کو مصر میں عبداللہ بن جبلة کے گروہ نے بنی خالد بن بلعم سودان بن حوران اور کنان بن بشر شامل تھے دو کما و تخلص بڑی نڈھال بن خلدون جز ۲ ص ۲۱۹-۲۲۰ متحرک ہو کر گولہ گمان کیا کہ وہ دھوکے سے قتل کر دیئے گئے ہیں دہریہ جلد ۲ ص ۲۱۷ طبری کے کتاب ہے کہ اسی ملوثوں باغی گروہ نے حضرت عثمانؓ کے خفاں اور موت پر علیہ نماز سے حضرت عثمانؓ کو افسانے لڑنے حضرت سے مصر سے مدینہ آئے ہوئے دھوکے سے قتل کروا دیا پھر ابیہ المذنبین کو محصور کر کے شہید کر دیا دہریہ جلد ۲ ص ۲۱۷ اور اصل میں عثمانؓ نے قتل ہی ہو گئے تھے جن کے متعلق خلدون علی لسان محمدؐ لکھا تھا (طبری جلد ۲ ص ۲۱۷) و فدا و ان لم یسجدوا یوم یاتی اگلے صفحہ پر دیکھیں

وہ مجھ سے یا میرے ہاتھوں سے لے لے یا معاف کر دے اللہ تعالیٰ صدقہ کرتے و لو کو اپنے پاس سے جدا دیتا ہے۔“

اس مختصر لیکن دردناک خط نے تمام عالم اسلام میں ایک تہلکہ برپا کر دیا۔ سامعین بے اختیار رو پڑے اور بے ضعیف العریضہ کے لئے دعائیں کہیں گدگئی ایک فرد نے بھی آپ کے سامنے کوئی شکایت پیش نہ کی۔ اس کے باوجود آپ نے تمام عاملوں کو بلکہ گرفتار شدہ کی صورتیات کے عامل تک یہ سننے تو اہمست سبائیدہ کو ان کی عدم موجودگی میں اور کھل کر کھیلنے کا موقع مل گیا۔

وقت گذرنا اور فتنے بڑھتے رہے مگر ضعیف العریضہ مظلوم خلیفہ دھکیل دیتے رہے گوج کے بعد امیر معاویہؓ نے مدینہ پہنچ کر آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ میرے ہمراہ شام میں یا حکم دیں تو میں فوج بھیج دوں مگر اس صابر اور فدا رسالہ الہی پر شاکر و عظیم انسان نے کوئی بات اپنے لئے پسند نہ فرمائی۔

رقیبہ عایشہؓ گذشتہ صفحہ مگر معلوم نہیں کہ ایسے پھوس شہادت کے باوجود کتاب راویوں کو کیسے جرأت پیدا ہوئی کہ انہوں نے سیدنا عثمانؓ کو جنگ معین میں پہنچا کر سیدنا عثمانؓ کے خلاف جنگ میں کھڑا کر کے شہید کر دیا یا لاکھ کر عقیقہ طور پر بھی دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ۶۵ سال کی عمر کے ضعیف آدمی کا میلان جنگ میں پہنچ کر لڑنا، کسی حد تک صحیح ہو سکتا ہے اگرچہ یہ کہ رمضان خلافت و ملکیت تو تاریخ طبری میں و تمام باتیں تو تقریباً جو سیدنا عثمانؓ اور سیدنا معاویہؓ کے خلاف ہیں مگر سیدنا عثمانؓ کی شہادت نفور نہ آئی۔

ملعون علی لسان محمدؐ جو کھڑا و فدا تھے کہ لے لے بنی کریم کا وہ ارشاد ملاحظہ کیجئے جو آپ نے نذی الخشب ذوالمرہ اور جو صیگہ مقامات پر پہنچ ہوئے والے لشکروں کے متعلق فرمایا تھا یہی لوگ تھے جو کفر، بھوار اور مہر سے سیدنا عثمانؓ کو شہید کرنے کے لئے ان مقامات پر پیش رفت نہاں بھی نہ تھے بددیانتی ملاحظہ ہو کہ نبی کریمؐ کے اس ارشاد کو یاد دہر کر کے جو ہمیں ابکشن کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے حالانکہ اس لشکر کا قیام ان مقامات میں جس کے کسی مقام پر نہ تھا عرب بنی اسرائیل کی شہادت کے متعلق یہ ایک حقیقی مضمون نہ دوز صحیفۃ الامواتؓ (۱) کے شمارہ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۲۲ھ کے صفحات ۱۸-۱۹ پر موجود ہے۔

۱) سیاتیہ مدینہ پہنچ گئی تو بت باینجارسید کہ تخریب پسندوں نے زیر

زمین اچھی طرح طاقت بکڑی تو کھل کر سامنے آئے یعنی ایک فاضل سکیم اور پروگرام کے تحت کوفہ، بصرہ اور مصر ایسے وقتوں میں مدینہ کی طرف روانہ ہوئے کہ سب بیک وقت مدینہ پہنچ جائیں۔

کوفہ سے چار لشکر روانہ ہوئے جن کا سردار عمرو بن اہم تھا اور اس کے ماتحت چاروں لشکروں کے سردار زید بن صوحان عبیدی، اشتر غنمی، زیاد بن نصر عارثی اور عبداللہ بن اہم تھے۔ اس لشکر کی تعداد چھ سو بیان کی جاتی ہے۔

اسی طرح مصر سے بھی چار لشکر روانہ ہوئے۔ ان کا سردار غافلکی بن حرب علی تھا اور اس کے ماتحت عبدالرحمن بن عدیس بلوی، کنانہ بن بشر لیبی، سودان بن حمران کنوی اور قتیہ بن سکونی تھے۔ اس لشکر کی تعداد چھ سو کے قریب تھی۔

بصرہ سے بھی چار لشکر روانہ ہوئے اس لشکر کا سالار علی بن قیس بن زہرہ عبیدی تھا۔ اس کے ماتحت حکیم بن جبہ، ضریر بن عباد عبیدی، بشر بن شریح الحطیم اور ابن الجریس بن عبد بن عمرو غنمی تھے۔ اس لشکر کی تعداد بھی چھ سو تھی ربربری خلافت راشدہ (۴۵) بقول ابن سعد روایت ابی جعفر القادی باغیوں کی تعداد دو سو تھی۔ پھر کے چھ سو کوثر کے دوسو، بصرہ کے ایک سو، مدینہ کے اکثر کمین لوگ ان کے ساتھ ہو گئے تھے اور ان کے عہدو بیان باغیوں کے ساتھ ہو گئے تھے چونکہ ابن سعد سب سے قدیم مؤرخ ہے اس لئے اس کا بیان زیادہ زیادہ صحیح ہو سکتا ہے۔

ملعونین علی لسان محمد
کوفہ کے لشکر نے اعمش کے مقام پر مصر کے لشکر کے
ذوالمہ کے مقام پر اور بصرہ کے لشکر نے ذوقشب کے

واقعہ حاشیہ کثرت مسلم، عمار بن ابی ادی تھے ایک بار سیدنا حسن سے ابھرتے سیدنا عثمانؓ کو کوئی اللہ تعالیٰ نہ ہو غزہ کی عمارت میں سا بیوں کے ہتے چڑھ گئے اور جب وہاں سے واپسی

کا ارادہ کیا تو مصری سا بیوں نے انھیں راز کے خوف سے قتل کر دیا۔

(آل رقیۃ الزہراء بحوالہ ماہنامہ تذکرہ کراچی جواہر فی شہرہ ص ۵۵)

مقام پر یکپہ تنائم کر دیئے۔ یہی وہ تین مقام ہیں جہاں جمع ہوئے والوں کو نبی علیہ السلام ملعون فرما چکے تھے۔ اور تمام محققین، محدثین اور مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے حالات کی ستم ظریفی دیکھئے کہ ان ملعونوں نے سیدنا عثمانؓ کو شہید کرنے کے بعد سیدنا علیؓ سے ہاتھ پر جمعیت کی۔ اس لئے کھچا پٹ میں وہی ۱۱ امارت خلافت کے سب سے زیادہ آرزو مند تھے اور وہی ۱۱ املا عنہ کے سب سے زیادہ بھرتے تھے۔

ایک قابل تو نبی نہ تھے مدینہ النبی سے کوفہ، بصرہ اور مصر مختلف سمتوں میں واقع ہیں اور فاصلہ بھی مختلف ہیں۔ ان کا بیک وقت مدینے

پہنچنا۔ ان کے لشکروں کی تعداد کا برابر ہونا ہر شکر کی تنظیم کا ایک جیسا ہونا کیا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ یہ ایک بہت بڑی گہری اور نہایت سوچ و کجرا سے تیاری کی ہوئی سازش تھی۔ ان تمام لشکروں کی مجموعی تعداد اٹھارہ سو تھی۔ لیکن روایات میں انہیں تین ہزار بیان کیا گیا ہے۔ اگر تین ہزار والی روایات کو ہی صحیح مان لیا جائے تو یہ کون سے عوامل تھے کہ مدینہ النبی میں عین مسجد نبوی کے سامنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کے سامنے مسلمانوں کے ضعیف العزیز عظیم خلیفہ کو چالیس دنوں تک بھوکا پیاسا سڑ پا کر نہایت بے دردی، سفاکی، شقاوت، بربریت اور ظلم سے عین اس وقت ذبح کر دیا جاتا ہے جب وہ کلام پاک کی تلاوت میں مشغول تھا۔ آج یہ باور کرنے کی سعی لا حاصل کی جاتی ہے کہ خلیفہ رسولؐ خود مدینہ النبی میں تشریف لے پسند نہیں فرماتے تھے مگر۔

مدینہ النبی کے بانیوں کے لئے اس محنت سے فتنہ انگیز، فکیت، قاتل اور باہمی گروہ کے خلق قمع سے کونسا امر مانع تھا۔ مدینہ النبی میں اچھی بات اس قسم کے سیکڑوں سے متجاوز نہ سما کر مہم جو تھے۔ جنہوں نے قیصر کسری کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دکھایا تھا۔ جن کے پاؤں کی ایک ضرب سے سمندروں نے رستے دیدئے

لئے: ہاں، بولہ اس جہی جی کرنا تو کھڑے لشکر چھپا کر کہتے ہیں جاندار و لشکر ان مشائے سے کہتے ہیں
پس تو ان میں نہیں ہوا تھا۔

بہاؤوں پر لڑے طاری ہو گئے جن کے بازوؤں میں اتنی سکت موجود تھی کہ یہ اٹھارہ سو
بقول ابن سعد ۹ سو باغی ان کے سامنے پرکاہ مبتنی وقت بھی نہیں رکھتے تھے۔ مگر ان
کی موجودگی میں چند سو دھڑکت پھر سات ہفتوں تک مدینہ النبی کی گلیوں میں مسرت سازوں
کی طرح دھڑاتے اور ڈکراتے پھرتے رہے اور کسی نے آنکھ اٹھا کر بھی ان کی طرف نہ دیکھا
گویا مدینہ النبی کے باسی تمام کے تمام اپنے گھروں میں دیکر بیٹھے رہے آج یہ بھی باور
کرانے کی سعی لامعاصل کی جاتی ہے کہ قصر خلافت کے دروازے پر فلاں فلاں اصحاب نے
بہرہ دے رہے تھے مگر یہ تمام کچھ دینا ہے رفیع کے ذریعہ ہماری تاریخوں میں گھس کر کہا
ازہان ذنلوب کو سموم کر رہا ہے اور ہم اندھا نعتیہ لقل راجع عقل کے مصداق اپنی تاریخوں
میں درج کرنے چلے جا رہے ہیں۔

عقل کبھی اس بات کو باور کرنے کے لئے تیار نہیں کہ چھ سات ہفتے تو اور اٹھارہ
سو کے درمیان ایک لشکر بغیر کسی مقامی تعاون کے یوں پرے چائے پڑا رہا اور پھر مذکورہ
تین مقاموں پر جمع ہونے والوں کے متعلق بنی کرتے کا یہ ارشاد کہ ان مقامات پر جمع ہونے
والے ملعون ہوں گے، کیا کسی کو بھی یاد نہ آیا اور پھر اس کی کیا وجہ کہ مصوبات کے عاملین
نے اس عرصہ میں کوئی امدادی لشکر نہ بھیجا؟

بنی اگر کم کا دوہرا داماد جس سے فرشتے بھی حیا کرتے تھے جو صلح حدیبیہ کے موقع
پر چورہ سو صحابہؓ کے لئے جنت کی بشارت کا سبب بنا۔ جسے بنائے کہا اگر میرے گھر
اور بیٹیاں بھی موتیں تو میں یکے بعد دیگرے اس کے نکاح میں دے دیتا جس نے مدینہ
میں بیٹھے پانی کا چتر خرید کر خزیب مسلمانوں کے لئے وقف کیا جس نے حبشہ عسرت
کے موقع پر نہ نصبت لشکر کے لئے سامان جنگ پیش کیا جس نے خذنت فاروقی
کے زمانہ میں شدیدہ خط کے دوران سینکڑوں اونٹوں پر بارغلہ معاذوں کے مسلمانوں
کے لئے وقف کر دیا جس کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ اس ہاتھ سے زندگی بھر اپنے

نہ : شیوں نے : عموم اور سامان بنائے : ان مخصوص ان ملائے سے : تدارک : تھا : چشتی

سنہ کو نہ چھوڑا جو ہاتھ بعت کے وقت اپنے پیارے نبیؐ کے ہاتھ میں دیا تھا جس کے ہاتھ کو
نبیؐ نے اپنا ہاتھ قرار دیا۔ اور بل اپنے مکان میں نہایت شفاوت اور بے دردی سے
ذبح کر دیا جائے اور مدینہ کے وہ جہانگیر و جہانگیر مجاہد و غازی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے
رہیں جو بارہا موت سے آنکھیں لڑا چکے تھے۔

افسوس کہ اُمت سبائیت نہایت عیاری، مکاری، چالاک اور فریب کاری سے
اصل حالات آنکھوں سے اکیل کر کے لئے مشا جرات صحابہؓ کی اڑ میں ہمارے مؤرخوں
کو اس غلط راستے پر تین چارکے بنی۔ سہ چالانے کی ہم شروع کی مغی آج تک ہر دوں دواں ہے
میرے سامنے میرے وجدان نے جو راستہ پیش کیا ہے وہ کوئی سفلو سفلو کی
گھاٹیوں سے نہیں گذرتا اور نہ ہی کسی سربس میں جا کر مہر جاتا ہے۔ بلکہ وہ حقائق و شواہد کی
ایک شاہراہ عظم ہے جسے سودا الاظم کی نظر سے اور سوا الاظم کے ذہن عم خوش محقق ہمسفر
پر جھوٹ تراشنے فریب پر فریب تیار کرنے اور سوا الاظم کے ذہن عم خوش محقق ہمسفر
اور مؤرخ اندھا دھندانہی کی سی کہنے میں مصروف ہو گئے اور سبے بڑھ کر قسم ظریعی
یہ کہ اسی سودا الاظم کے بعض پر خود غلط قسم کے بڑھ کر خوش محققین نے اغیار کے ہاتھ
مضبوط کرنے اور عوام کو گمراہی کی طرف لے جانے کے لئے خلافت و ملکیت جیسی کڑے
افتر اپر مینگی تان میں لکھ کر اپنی نسلی عصبیت کو تسکین دینے کے سامان ہم پہنچائے۔ کیا
اس قسم کے سنی نمارا فنی دنیا کے اندر ہر دور میں موجود نہ تھے؟ یقیناً جواب اقباس
میں ہو گا تو پھر اگر اس انکشاف و تحقیق کے، تو میں ایسے لوگوں کے افتر اور ہتھان
پنپ سکتے ہیں تو گذشتہ زمانہ میں ان کی زبانیں کون بند کر سکتا تھا۔

دنگہ باز گشت افاروق عظمیٰ کی شہادت کا اکثر صحابہؓ کو علم ہے مگر کھل کر بات نہیں
کر سکتے۔ سیدنا عثمانؓ کی شہادت کی سخت دین کے لئے سبائی گروہ
قریب قریب سب سنی علی الاعلان منادی کر رہا ہے سب سنتے ہیں مگر خاموش ہیں کچھ کیا وجہ
ہے کہ کوئی مؤرخ کھل کر بات نہیں کرتا۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ ان مسلمان فہمایدوں اور مجوسیوں کے پیچھے کوئی بہت بڑی

طیقت کا رفاہی اور دین میں پیش آنے والے واقعات نے تمام حقائق بھی واضح گات
طوری پر پیش کر دیئے مگر یہ ساری سے

تمہیں سے دے کے ساری داستان سے یاد ہے اتنا
کہ عالمگیر ہندو کشن تھا قاطم تھا ستلمگت
بہتان پہ بھی سیدنا عثمان کی ذات گرامی پر!

الہامیان مدنی کی اٹھارہ سو باغیوں کے سامنے بے بسی
گو گذشتہ صفحہات میں
واضح طور پر اصل حقائق
کے تیرے سے نقاب کشائی کرنے کی کوشش کی گئی ہے مگر ایک بار پھر میں آپ کو چند لمحات
کے لئے چھپے لے جانے پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں۔

اسلام نے مدینہ النبی کے تمام مسلمانوں کو اکٹھا کر کے مہاجرین مکہ کا بیانیہ دیا تھا
اور مسلمانوں کی اس تعلیم کی ناکت نے یہود کو مدینہ سے نکال دیا تھا۔ مگر اوس و خیز
یعنی انصار کے دو قبیلوں کے دلوں میں پرانی عداوت کے کچھ دھندے سے نغوش باقی
تھے۔ اور مدینہ کے منافقین اور غارتہ السیدہ یو کی رشیدہ دانیوں سے کبھی کبھی اس
عداوت کی رکاوٹیں سے کوئی چنگاری سلگ اٹھتی تھی۔

نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت عمر بن الخطابؓ، ابو عبیدہؓ، جراح اور دوسرے
بڑے بڑے صحابہؓ مسیحی بنویں ہیں اس کے ساتھ عظیم پر سادت و حیران پیچھے تھے اور سیدنا صدیق اکبرؓ
اور سیدنا عثمانؓ رسول اللہؐ کی تجویز و تکلیف میں مشغول تھے۔ طبقات ابن سعد کی روایت
کے مطابق عمرؓ نے ابو عبیدہؓ بن جراح کو کہا باقتہ برضا عیاشی تاکہ میں آپ کی بیعت کروں
کیونکہ رسول اللہؐ کی زبان مبارک سے آپ کو امین الامت کا خطاب مل چکا ہے۔ مگر آپ
نے انکار کر دیا اور کہا تمہیں معلوم نہیں ہم میں ثانی النین اور صاحب رسولؐ موجود ہیں
ابھی وہ ان باتوں میں مشغول تھے کہ تھقیقہ جو ساعدہ میں انہیں انصار کے اجتماع کی خبر
ملی حضرت عمرؓ نے یہ سُننے ہی سیدنا ابوبکرؓ کو بلایا اور اس واقعہ کی خبر دی مگر آپ نے فرمایا
کہ نبی علیہ السلام کی تجویز و تکلیف میں کے مقابلہ میں ادنیٰ کا کام نہیں۔ مگر سیدنا فاروقؓ اعظمؓ

نے جواب دیا کہ انصار کہہ رہے ہیں کہ ایک ایسے ہم میں سے ہوا ایک مہاجرین میں سے اور یہ امر
اہمیت میں انتہائی طور پر شدت و افراط کا سبب ہوگا۔

حالات کی نزاکت کے پیش نظر یہ تینوں اصحاب تھقیقہ میں پہنچے وہاں سعد بن عبادہ
کبیل اور صفیہ درمیان میں بیٹھے تھے خدا انھیں استراحت دے دقت انصار اپنی مرضی کے مطابق
سعد کو غلیظہ بنا لیتے تو مہاجرین کے لئے مدینہ میں دنیا تنگ ہو جاتی۔ منافقین اور یہود
انصار سے اپنی مرضی کے مطابق کام لے کر مہاجرین کو مدینہ سے نکالنے میں بھی دریغ
نہ کرتے۔

انصار خلافت کے لئے اس حد تک تیار تھے کہ ایک انصاری نے اُٹھ کر کہا کہ ہم
اللہ کے انصار اور اسلام کا لشکر ہیں اور اسے مہاجرین تم قبیل التعداد ہو اور اس کے
ہا وجود ہمارا حق غصب کرنا چاہتے ہو۔ مگر ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ سیدنا ابوبکرؓ نے نہایت
نرمی سے ان کو جواب دیا مگر ان کا جوش و خروش ٹھنڈا نہ ہوا۔ چنانچہ حباشہ بن منذر
انصاری نے کہا اے انصار! امامت اپنے ہاتھ میں رکھو۔ کیونکہ یہ لوگ تمہارے
مطیع ہیں۔ کسی میں تمہارے خلاف آواز اُٹھانے کی جرأت نہ ہوگی تم عزت، ثروت
تجربہ، بہادری اور دیر بری میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ ہم مہاجرین کے ساتھ زیادہ سے
زیادہ یہ رعایت کر سکتے ہیں کہ ایک امیرؓ میں سے ہو، ایک ان میں سے ہو۔ حباشہ کی تقریر
ابھی جاری تھی کہ سیدنا فاروقؓ اعظمؓ کو کھڑے ہو گئے اور کہا ایک میدان میں دو تلواریں
جمع نہیں ہو سکتیں۔ اللہ کی قسم عرب کبھی بھی تمہیں امیر تسلیم کرنے پر رضا مند نہیں
ہوں گے۔ عرب صرف ان لوگوں کی امارت پر رضا مند ہوں گے جن میں نبی علیہ السلام
مبعوث ہوئے۔ اگر کسی طبقے نے مہاجرین کی امارت سے انکار کیا تو اس کے خلاف

مہاجرین کے پاس دلائل ظاہر اور براہین قاطعہ موجود ہیں اس معاملہ میں مہاجرین
سے مجبوراً کرنے والا باطل کا پیروکار، گناہوں سے آلودہ اور ہلاکت کے گڑھے میں
گرنے والا ہوگا۔ حباشہ نے فاروقؓ اعظمؓ کی بات کاٹ کر کہا اے گردہ انصاری تمہاری
یہی تلواروں کی بدولت اسلام کو شان نصیب ہوئی ہے تم نے ہی اسلام کو

اگر تم چاہو تو اُسے اس شان و شوکت سے محروم کر کے ہوا فوق اعظم نے مسخر کہا اگر تم نے اس قسم کی کوشش کی تو اللہ تمہیں ہلاک کر دے گا۔

بقول طبری جہان نے یسکر تدار سونے لیکن حضرت عمرؓ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر تدار چھین لی اور سعد بن عبادہ کی طرف بڑھے اور بوندہ نے یہ صورت حال دیکھ کر عمرؓ کو روکا اور انصار سے مخاطب ہو کر فرمایا اے انصار تم ہی تھے جنہوں نے اس رہن کی نصرت و حمایت کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا تھا اور تم ہی سب سے پہلے اس کی تباہی کے درپے ہو رہے ہو یہ یسکر تدار بن سَعْد انصاری خُزرجی نے کہا اللہ کی قسم اگر مجھ ہمیں شریکین سے جہاد کرنے اور دین میں سبقت کرنے کے معاملے میں مہاجرین پر فضیلت حاصل ہے لیکن ہم نے یہ سب کچھ محض رضائے الہی کی خوشنودی کے لئے اور اپنے نفس کی اصلاح کے لئے کیا ہے۔ اللہ ہی ہمیں اس کی جزا دے گا۔ پھر انصار سے مخاطب ہو کر کہا رسول اللہؐ قریش میں سے تھے ہم اس بارے میں ان سے حقدار نہیں کو نا چاہتے۔ ریشہ کی باتیں سن کر سیدنا صدیق اکبرؓ نے انصار کی طرف دیکھا معلوم ہوتا تھا کہ ریشہ کی بات نے ان پر بڑا اثر کیا ہے۔ انصار کو مخاطب کر کے کہا یہ عمرؓ اور ابو عبیدہؓ بیٹھے ہیں ان میں سے جس کی چاہو بیعت کر لو۔ اس وقت شور و غوغا بڑھ گیا تو یک بخت عمرؓ اٹھے اور پوچھ کر کہا باقیہ بڑھائیے۔ اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کر لی حضرت ابو عبیدہؓ نے بھی بیعت کر لی ریشہ بن سعد اور دوسرے انصار نے بھی بیعت کر لی ابی بن حذیفہؓ رئیس اوس نے اپنے قبیلے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اللہ کی قسم اگر خُزرج ایک بار بھی خلافت پر قابض ہو گئے تو انہیں ہمیشہ تم پر فضیلت حاصل رہے گی۔ یہ کہہ کر انہوں نے بیعت کر لی۔ مگر سعد بن عبادہ اپنی ضد پر اڑے رہے۔

ابن جہلایہ کہتے ہیں کہ تیسفہ بنو سادہ میں جو کچھ ہوا وہ ایک سو پچھترے سمجھے مندر کے تحت ہوا مگر سطور بالا میں جو کچھ بیان ہوا ہے یہ تمام تاریخوں کا کتب باب ہے اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ جو کچھ ہوا اچانک ہوا اور باسکل غیر لاری طور پر ہوا۔ دوسرے روز مسجد نبویؐ میں عام بیعت ہوئی۔

بعض مستشرقین کا خیال ہے کہ خط سیدنا علیؓ کے ایمان سے لکھا گیا تھا۔ چنانچہ انس مکیو پیڈیا برطانیکا گیا۔ ہوان ایڈیشن جلد ۲۵ پر یہ الفاظ لکھے ہیں۔

"THE HISTORY OF THE LETTER TO ABDULLAH
BIN SARAH SEEMS TO HAVE BEEN A TRICK
PLAYED ON THE CALIPH WHO SUSPECTED
ALI OF HAVING HAD A HAND IN IT."

مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ خط نہ تو امیر مروانؓ لکھا سکتے تھے چونکہ انہیں ان کے لکھنے پر ہی عبد اللہ بن مسروح مصنف روانہ ہو چکے تھے اور نہ ہی اس قسم کے کتبیا فعل کا سیدنا علیؓ نے اسے ارتکاب ہو سکتا تھا۔ سب یہ ماسخی اُچی بلوائیوں کے

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) تاریخ فقیس میں ہے کہ حضرت مروان قلعیدہ عالم اور ادب تھے خلافت قرآن میں من اقل والناس مشہور تھے۔ امام ابن کثیر لکھتے ہیں کہ امیر مروانؓ کا مزاج سے پہلے امیر معاویہؓ حضرت مروانؓ کو اپنا جانشین بنانے کا ارادہ رکھتے تھے کہ وہ کتاب اللہ کے قاری، اللہ کے دین کے فقیہ اور حدود اللہ قائم کرنے میں شہید ہیں (البیہار والنبیہ جلد ۲۵)۔

حضرت جعفر صادقؓ راوی ہیں کہ جب حضرت مروانؓ کے مستدار نے خلافت ہونے کا وقت آیا اور لوگ ان کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ آپ کے خیمہ میں روشنی ہے اور آپ کلام پاک کی تلاوت میں مشغول ہیں۔ صبح امام شافعیؒ میں ہے کہ حضرت مروانؓ کی امامت میں حضرت حسنؓ حسینؓ غازیں ادا کرتے تھے۔

آخر عبد اللہ بن زبیرؓ کی غلطی کے نتیجے میں یہ عظیم ہستی مع عیال و تثن پنج گئی اور اپنی بے مثال صلاحیتوں و غفلتوں، جلا تلون کی دیر سے عام احتیاج میں مستند خلافت کی زینت بنی تھیں اور حقیقت خلافت و ولایت مصنف علامہ محمد احمد عباسیؒ ۳۹۲-۴۰۰ھ) مگر مصنف خلافت و ولایت کو حضرت مروانؓ کے ہم عصر ہونے کے علی الرغم چودہ صدیاں گزرنے کے بعد ان میں وہ تمام برائیاں تو آگئیں جو کسی وقت کا کتاب میں مصنف کو مل سکیں۔

کی زبرداریوں سے عہدہ برآ ہوئے تاریخ عالم ایسی مشن پیش کرنے سے قہر ہے
یہ شہبازِ وحیت بیک وقت سکندر بھی تھا اور جنرل بھی تھا اور نو شیرازِ زمانہ بھی امور سلطنت
اور شعیبِ وقت بھی ہمیشہ دوران بھی تھا اور نو شیرازِ زمانہ بھی امور سلطنت
پراس کی نظر اس قدر گہری تھی کہ تمام ممالِ حکومت اپنے اپنے مقامات پر بیٹھے
کا نپٹے رہتے تھے۔ وقتی طور پر جس طرح صدیقِ اکبرؓ کی خلافت کے وقت اختلاف
رانے کی جو آگ دہ گئی تھی وہ فاروقِ اعظمؓ کے زمانے میں بھی دلی رہی مگر جب
فتوحات کا سلسلہ دراز ہوتا چلا گیا اور محسوس غلامِ مدینہ میں پہلے شریعت پڑنے لگا اور
انہیں سیدِ علیؓ کی نگہداشت میں رکھا گیا تو ہزاران وغیرہ نے جو ایک نہایت شامِ عمارت
مکار، چالاک اور جہادِ بیدہ انسان تھا۔ اور عرصہ تک ایران کے ایک صوبہ کا گورنر
رہ چکا تھا۔ مدینہ النبیؐ کے کثرتِ حالات کا مطالعہ کر کے ایک نتیجہ پر پہنچا اور زیر
زمین ایک تحریری تحریک کی بنیاد رکھنے میں منہمک ہو گیا۔ افرادی قوت اس کے پاس تھی
سیدنا فاروقِ اعظمؓ کے زائد ان اور متشفاعہ رویت سے جو لوگ ناگواری محسوس کر رہے
تھے ان پر یہودی کبیسہ کاہلوں کا غیر محسوس طریقہ سے اثر ہوتا رہا فتوحات کی کثرت
نے مال و دولت کے انبار لگا دئے تھے۔ وہ نئی پوجوں نے، ابتداء اسلام کی کثرتِ زوال
فرزِ لائسنڈیا کا عشرِ عشر بھی نہیں دیکھا تھا اور اسلام کی شان و شوکت کے دور میں
جوانی کی سرحدوں پر قدم رکھا تھا۔ اس کے خیالات میں ٹھنکی نہ تھی ہر موزن نے
خلافتِ راشدہ کے زمانے میں واقعاتِ تلمذ کرتے ہوئے قطعی اس بات کو نظر انداز
کر دیا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی اکثریت دورِ کبولت سے آگے بڑھ کر عالمِ پیری کے دوازدہں
پر دستِ تک دے رہی تھی اور معاشرہ میں ایک قسم کے اجتماعِ الفصدین کی کیفیت
پیدا ہوتی چلی جا رہی تھی۔ ان حالات میں یہود و مجوس کی تحریری زیر زمین سرگرمیوں کی
اگر کوئی نظر نہ رکھی ہو تو زجرانِ طبع کے خیال میں جبکہ وہ ایک عظیم فارغ قوم کے
نوبال تھے خاص چند مہینہ گوں کا ٹرانا تھا۔ اور پوچھے اس لئے مطمئن تھے کہ اس زمانہ
کا ہر بکا و سکتا ہیں تاریخ واقع طور پر بیان کرتی ہے کہ اس زبردست تحریری تحریک سے اکثر مہینہ
واقف تھے۔

فاروقِ اعظمؓ کے خلا تحریک | اشر صحابہ واقف تھے | ابن سعد لکھتے ہیں کہ عرفات میں
حج کے موقع پر فاروقِ اعظمؓ نے
لوگوں کو کچھ اور دعائیں مشغول دیکھا تو خوش ہوئے حذیفہؓ موجود تھے انہوں نے کہا فتنہ
پر ایک دروازہ لگا ہوا ہے جب وہ توڑ دیا گیا یا کھولا گیا تو وہ فتنہ نکلے گا عمرؓ یہ سن کر
گھبرا گئے اور پوچھا وہ کونسا دروازہ ہے اور اس کا کھولنا یا ٹوٹنا کیا ہے۔ حذیفہؓ نے
کہا ایک شخص مرے کا یا قتل کیا جائے گا (طبقات جلد سوم ص ۱۸۱) حذیفہؓ کے ان لکھتے
کے ٹھیک سترہ روز بعد سیدنا فاروقِ اعظمؓ شہید کر دیے گئے۔ کیا حذیفہؓ کے ان الفاظ
سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اس سازش سے باخبر تھے۔ اور اگر یہ سازش صرف مجوس
یا یہودی کی تیار کردہ تھی تو حذیفہؓ کو تمام واقعات بیان کرنے سے کونسا امر مانع تھا۔
اسی حذیفہؓ کا بیٹا محمدؓ اور محمدؓ کے دو بیٹے عمرؓ اور عمرؓ کے دو بیٹے عمرؓ اور عمرؓ کے دو بیٹے عمرؓ
اس کے بعد اسے احمد ترین آپ کو پہنچے۔ موصوفہ دردی بھی نہیں تو بتایا کہ یہ
یہودی یعنی کعب جبار تھا ہے کہ عمرؓ جنہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہیں

لہ: سیدہ ام کلثومؓ بنت سیدنا علیؓ سیدنا فاروقِ اعظمؓ کی حرمِ محترمہ تھیں شیعہ مذہب کی تمام
امہاتِ الکتاب میں اس نکاح کا ذکر نہ ہوا ہے مگر شیعہ سنی امہاتِ الکتاب سے سخت جو کہ رے لکھتے
جاسے ہیں کہ علیؓ کی کئی بیٹی تھیں جن کے نکاح میں ذقیا اب الکاکی صورت نے ان کے سے جیہ نہ ملے
کی۔ اپنی معتبر کتب کے لیے جھگڑا یا جائے تو وہ ایسے سو قیادت اور مبتدل حربوں پر آمرا تے جن کی زرد
سے علیؓ بھی نہ بچ سکے۔

سیدہ ام کلثومؓ سیدہ فاطمہ الزہراءؓ کے لیکن سے تھیں چنانچہ ملاحظہ فرمائیے جو کتب
اعلام الارسطہ یا اعلام الہدیٰ فی آثار الہدیٰ المعروف تاریخ آلہ لای علی الفضل بن الحسن الطبرسی
متوفی ۵۲۸ھ مطبع شیراز ۱۳۳۸ھ

الیابہ الخاص فی ذکر اولاد امیر المؤمنین علیہ السلام در اول دسم
ربیع الثانی ص ۱۰۰

مکتبہ نریا یا مکتبہ نریا دہلی میں تھے۔ عیدیت کو رستہ رب نے مجھے سعید پیدا کیا ہے پھر اپنے
 کو کتب کو بدلایا اور پوچھا تو اس نے کہا تا وقتیکہ آپ حجت میں داخل نہ ہو گئے ذی الحجہ نہیں
 ہوگا ہم آپ کو کتاب اللہ میں پاتے ہیں کہ آپ تنہم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ
 پر کھڑے ہو کر لوگوں کو جہنم میں گرنے سے بچائیں۔ یہ طغفات ابن سعود صمدی (۱۳۸۰ھ)
 جو کچھ حدیث نے کہا وہی کو کتب نے کہا اور پوچھنے پر بات بدل دی۔ کہ فاروق اعظم
 ذرا سختی سے انہیں پوچھتے تو تمام حالات سامنے آجاتے اور سادش کی تمام کمزوریاں بے
 نقاب ہو جاتیں۔

شہادت سے تین روز پہلے فرزند محبوس آپ کو قتل کرنے کی وارنگ دیتا ہے ایک
 معمولی محبوس غلام کو یہ حرارت کیسے پیدا ہوئی کہ فاروق اعظم جیسے دیدہ و مطلع کے

بقیہ تاریخ گذشتہ صفحہ ۱۸۷) واسعا و هم دهم سبعة عشر من ذلک ذکرنا و انشی الحسن والحسين
 وزینب الكبرى وزینب الصغرى المسکونة بام کلثوم امهم فاطمة بنت التبری سیدة نسائنا
 العالمین بنت سید المرسلین صلوات الله علیہما حبیبین دانی ان قال و اما ام کلثوم
 ففقی النبی تزوجها عمر بن الخطاب وقال انما بنا انہ اما زوجها نہ بعد مراحله
 کثیرة و اتمنا من شہید و اعتلال علیہ شئی لیدفعی حتی الحیاة الضرورة انی
 ان روھا الی العباس بن عبد المطلب فخر و زوجها ایاة اتمی (بکبر و سواد و جود و شہاد)
 ترمذی:۔

پانچوں باپ امیر المؤمنین علیہ السلام کی اولاد اور ان کے ناموں کے ذکر میں ہر سوائس فقہ کے لئے تھے
 ان میں سے حسن حسین، زینب الکبریٰ، زینب الصغریٰ جن کی کثرت ام کلثوم تھیں ان سب
 کی ماں فاطمہ سیدہ النساء العالمین تھیں جو نبی علیہ السلام کی دختر تھیں۔ اور ام کلثوم کا نکاح عین الخطا
 سے ہوا تھا۔

ہمارے اصحاب کا کہنا ہے کہ یہ بڑی جوت رحیم کے بعد ہوا تھا۔ اس جھگڑے سے ہاں تک
 طول کھینچا تھا کہ خرم عباس بن عبد المطلب کے بیچا پس ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر سے ہوا یا باقی گھمبہ

حامل خلیفہ کو علی الاعلان قتل کی دھمکی دے۔ ان واضح شواہد کی موجودگی میں کیا اس بات سے
 انکار کیا جا سکتا ہے کہ فاروق اعظم کی شہادت کے پیچھے ایک بہت بڑی سازش کا ہاتھ نہیں
 تھا؟ صرف چند نو مسلم یہودی یا عیسوی اپنے اندر فساد شہ نہیں رکھتے تھے۔ غور کیجئے کہ اس
 سازش کے پیچھے کونسا خلیفہ ہوا تھا؟ اگر وہ سادش یا رگ معمولی حیثیت کے تھے تو کیسے اور
 حدیث و بی زبان میں اظہار خیالات کے بعد خاموش کیوں ہو گئے؟ انہیں کس کا دھکا یا
 انہیں نئی حکومت میں کسی عہدہ کے ملنے کی توقع تھی۔ بہر حال صورت جو بھی تھی یہ بات
 پایہ یقین تک صحیح ثابت ہوتی ہے کہ اس سازش کو کسی اہم ترین شخصیت کی حمایت اور
 سرپرستی حاصل تھی۔ اور سیدنا فاروق اعظم اپنی قبیلہ پاکیزہ کی اور حُرین ظلم کی بنا پر اپنے
 قتل کی خیرین شکر بھی خاموش رہے۔

(بقیہ تاریخ گذشتہ صفحہ ۱۸۷) اس بات پر متنب ہیں کہ سیدہ فاطمہ بنت سیدہ ابی اسحاق
 اولاد میں تھیں جن میں سے حسن حسین ام کلثوم اور زینب کے حالات ہر ذوق کی کتب میں موجود ہیں (ردیہ اعلیٰ
 بحوالہ قاضی ابن ابی حمزہ) سیدہ ام کلثوم سیدنا فاروق اعظم کے نکاح میں تھیں۔ سیدہ زینب کا نکاح
 عبد اللہ بن جعفر طیار سے ہوا۔ سیدہ زینب کے نکاح کی سیدنا حسن کے ساتھ عازم کردہ ہوئی تو خود رہے رکھا
 ملک نہ ہو گئے تو سیدنا عبد اللہ سے طلاق دیدی اور اپنا نکاح علی زینب اپنے پاس کر لیا۔ آج جو لوگ علم اور محمد
 کو آپ کے پیشے کہتے ہیں انہیں تاریخ سے قطعاً کوئی شے نہیں ہو۔ وہ عبد اللہ کے نکاح یعنی سیدہ زینب کے
 دوبارہ سے سیدہ ام کلثوم یعنی سیدنا فاروق اعظم کی بیوہ سے سیدنا فاروق اعظم کی شہادت کے بعد پہلے عوان سے
 نکاح کیا ان کے لئے کہ بعد محمد نے اور ان کی وفات کے بعد اسی عبد اللہ سے نکاح کیا۔

واقف کہ بلا کے بعد فاطمہ بنت قیس بنجھا اور وہاں سے عازم مدینہ ہوا تو زینب اپنے سوتیلے داماد
 امیر زید کے حسن شکر کے اس قدر متاثر ہوئی کہ تین کرشمیں میں جا کر گئیں امیر زید کے نکاح میں ام محمد
 ثابت عبد اللہ بن عقیل سیدہ زینب کا مزار آج تک مرقع میں موجود ہے اس معلوم فرقہ خلافت کے لوگ کس
 حجت الحقائق میں رہتے ہیں واضح تاریخی شہادتوں کی موجودگی میں حوث پر جھوٹ گھڑتے جیسے جاہلین
 اس نکاح کے متعلق میں اپنی تائید مقام صحابہ میں وضاحت سے ذکر کر چاہوں رہا یا انگریز۔

ذہنوں کی پیداوار تھی۔ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ تمام بلوائی لفظا پر مشتمل ہو کر مصر، کوثر اور بصرہ کو روانہ ہو گئے۔ مگر مشہور موسیٰ قلعہ پر دوازہ ماہک اشتہر مع چند اشراق کے مدینہ میں موجود رہا۔ اور یہ اس بات کا قیاس ثبوت ہے کہ خط کی سازش کا خالق وہی تھا۔

چند تنقیحات ۱۔ کیا سیدنا عثمانؓ جیسے جلیل القدر صحابی کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے لفظا پر بلوائیوں کو مطمئن کر کے واپس کر دیا اور باطن ان کے قتل کا ارادہ کیا۔

۲۔ کیا انہوں نے صرف گورنر مصر کو چھپی لکھی یا دوسرے صوبجات کے گورنروں کو بھی اگر صرف مصر کے گورنر کو چھپی لکھی تو جرم کے لحاظ سے کوثر اور بصرہ کے بلوائی بھی مصر کے بلوائیوں کی طرح مجرم تھے تو دوسرے گورنروں کو ایسی چھپیاں کیوں نہ لکھیں۔

۳۔ عبد اللہ بن سرح اس وقت مصر میں موجود ہی نہ تھا تو اس کے نام چھپی لکھنا چہ معنی دار؟

۴۔ بلوائیوں کا بیان ہے کہ قاصد کبھی سامنے آنا کبھی چھپ جاتا۔ کیا اس قسم کے قاصد بلوائیوں راستے میں چھپ چھپتے ثبوت کرتے ہوئے سفر کرتے ہیں۔ اور کیا قاصد کسی درامہ کا ایکٹ تھا۔ اور اتنی اہم چھپی سے کراسٹم میں یہ سسل کر رہا تھا۔

۵۔ کیا بقول محمد بن مسلمہ یہ شرارت مردان بن الحکمہ کی تھی؟ اگر ہم حضرت مردانؓ کے کردار کو سامنے رکھ کر لکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مردانؓ کا مقام اس قسم کی سو قیادہ حرکات سے بہت بلند تھا۔ اور پھر اس جیل سازی میں ملوث ہونے میں مردانؓ کا کیا فائدہ تھا؟

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر چھپی بلوائیوں نے لکھی تو اس پر سیدنا عثمانؓ کی مہر کیسے ثبت ہوئی اس کا جواب نہایت آسان ہے اگر وہ مہر ہی تھی جو بطور خلیفہ حضرت عمروؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے پاس رہ چکی تھی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی

تو اس پر جو الفاظ لکھ دیے تھے کیا ایسے الفاظ کسی اور لکھنے پر لکھ نہ ہو سکتے تھے آج آپ آئے دن اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں کہ جعلی مہروں کے ذریعہ لوگ لکھوں کے فراڈ کر رہے ہیں۔ اگر ہم سیدنا عثمانؓ کی ذاتی تھی تب بھی اس کی نقل تیار کرنے میں بلوائیوں کے لئے کوئی امر مانع تھا اور سب سے بڑھ کر یہ مہر والا خط کس نے دیکھا کس نے مہر کی تصدیق کی یہ صرف بلوائیوں کی تیج و کار تھی۔ اس خط کی دید کے متعلق کسی کتاب میں کوئی محسوس شہادت موجود نہیں بلکہ علم عند اللہ۔

سیدنا عثمانؓ کا خطیہ اور بلوائیوں کی شورش اب ہم ان واقعات کے قریب آگئے ہوئے ہیں۔ بلوائیوں نے سطلی گفتگو کے بعد آپؓ نے پہلے جو جرم فرمایا۔

”اللہ کی قسم اہل مدینہ کو خوب معلوم ہے کہ یہ لوگ حسب ارشاد رسول

ملعون ہیں تو تفصیل پہلے گزر چکی ہے پس لوگوں کے لئے مناسب ہے کہ

لغزشوں کو فائدہ کرس محمد بن مسلمہ نے کہا میں اس کی گواہی دیتا ہوں حکیم

بن جبلة نے ان کا بیٹھایا اور سیدنا عثمانؓ سے مخاطب ہو کر کہا عثمانؓ!

تم منبر سے نیچے آؤ ورنہ تم کو ایک عیا ہنسا کر ایک بوڑھے اونٹ پر سوار

کر دیں گے۔ اور جس طرح تم نے بزرگوں کو شہر بدر کیا ہے ہم تم کو جیل

دخان بھیج دیں گے۔ حضرت عثمانؓ جبکہ کا جواب دینا ہی چاہتے تھے کہ

جہجاء بن سید غفاری جو حضرت ابوذرؓ کے خاندان سے تھا اور بیت

رضوان میں شامل تھا کو کرکریہ ننگ پہنچ گیا اور حضرت عثمانؓ سے خطبے کا

وہ عصا چھین اپنی ران پر مار کر توڑ دیا۔ یہودی عصا تھا جسے نبی علیہ السلام

ہاتھ میں لے کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے اور آپؓ کی وفات کے بعد حضرت

شیخین کے ہاتھوں میں رہا۔ راویوں کا بیان ہے کہ کسی روز اس کے پاؤں

میں آگ لگی کہ بیماری پیدا ہو گئی۔ اور مگر حضرت عثمانؓ کو کو طحسین صلا ۲ پھر

زید بن ثابتؓ آئے۔ ان کو محمد بن قتیہ نے بیٹھا دیا اس کے بعد بلوائیوں نے ہڈیوں یا

بکرگو کو لے ان کو مسجد سے نکال دیا۔ اب وہ باہر سے پتھر پھینکنے لگے۔ آپ ایک پتھر کی چوٹ سے بے ہوش ہو کر گر پڑے تو آپ کو گھر پہنچا دیا گیا۔ حضور ہی دیر کے بعد جب ہوش میں آئے تو لوگوں کو لڑائی سے روک دیا۔ علیؓ طلحہ اور زینہ عیادت کو آئے۔

اُس وقت چند اموی سردار اُٹھ بیٹھے ہوئے تھے ان لوگوں نے سیدنا علیؓ سے مخاطب ہو کر کہا تم نے ہم کو ہلاک کر ڈالا۔ اب الفاظ غار میں لے کر قابل غور ہیں۔ گزشتہ صفحات میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے، ان کی روشنی میں دوبارہ ان الفاظ پر غور کیجئے (بیرنگ روایا تمہاری ہیں۔ علیؓ بن ابی طالب نے کچھ جواب نہ دیا تھے

میں اُٹھ کر باہر نکل گئے) (ابن قیون جلد ۱۲ صفحہ ۴۵۵)

اس کے بعد میں دن ایک امیر المؤمنینؓ نے نماز میں پڑھا میں پھر روک بیٹے گئے۔ باغیوں کو محمد بن ابوبکرؓ اور خلیفہ کے بیٹے محمدؓ سے جن باپ بیٹے کا پیار کر چکا ہے بڑی توقع تھی۔ (طبری جلد ۱۴ ص ۵۵۵)

کوئی سیاح احمد تلمیذ سید محمد البدری لکھنوی اپنی تالیف شواہد الصادقین میں جو پہلی کرم دین مرحوم کی ایک کتاب کے جواب میں لکھی ہے اس کے ملے پر اعتراض کرتے ہوئے بڑا انوار عالمیہ مطبوعہ طرآن شاہ جوالہ استنباط معرفت الاصحاب تصنیف یوسف بن جلال بنوری لکھتا ہے وہاں، علیؓ یعنی محمد بن ابی بکر و یفضلہ لائنہ کانت لہ عیاوہ واجتہاد دکان من حضرت قتل عثمان وقیل انہ متاد کفی دملہ حضرت علیؓ محمد بن ابی بکر کی تعریف کرتے تھے اور اس کو فضیلت دیتے تھے کیونکہ

لے روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت علیؓ گور رہے تھے اور حضرت حسنؓ و حسینؓ سے معرفت تھے حضرت علیؓ نے دیکھ کر کہا وہ تو ابھی طبع کر رہے تھے کہ اب آپؐ کی بخشش کو دلاؤ اور دعوت ابھی طرح کرتا ہے۔ حضرت علیؓ نے سبک دیا کہ کچھ دیر کے خاتمہ سے غمخواری کا جزو اور بھلے۔

(الایقانۃ ابن کثیر ورمضان علیؓ اور غزوات)

وہ صاحب عبادت واجتہاد ہونے کے علاوہ قتل عثمانؓ میں محاصرہ اور شریک تھا،

املائی فوجوں کے احکام (فوجیں بھیجنے کے لئے قائد بھیجے مگر جب بدلتیوں کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے محاصرہ میں شرکت پیدا کر دی یہاں تک کہ آپ قصر خلافت میں محصور ہو کر رہ گئے۔ اور مسجد نبویؐ میں باغیوں کے سرفرہ غافل نے نمازیں پڑھانا شروع کر دیں سیدنا علیؓ مجمع پر جھاتے رہے۔

محاصرہ کے ایام میں آپ کا دوسرا خطبہ | اس شدید محاصرہ کے دوران ایک دن آپ نے ارشاد فرمایا:-

”اے اہل مدینہ! میں تم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور اُس سے دعا کرتا ہوں کہ میرے بعد تم پر کسی اچھے کو خلیفہ نہ ملے۔ اس حال میں علیؓ اللہ سے رحمتی ہو کر نکلا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم کو معلوم نہیں کہ عمرؓ کے دشمنی ہونے کے وقت تم نے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ کسی بہتر نبیؐ سے حق کو مسلمانوں کا خلیفہ نہ بنائے پھر آپ نے فرمایا میں تم کو اللہ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم لوگ میرے سابق الامیان ہونے کو نہیں جانتے؟ اور یہ جانتے کے بعد میرے قتل پر آمادہ ہو۔ حالانکہ زانی مرتد اور قاتل ہیں حق کے علاوہ کسی قاتل کا جزا نہیں یا در کوجب تم مجھے قتل کرو گے تو تم تلوار اپنی گردن پر رکھ کر لوگے پھر اللہ تعالیٰ تم سے اختلاف نہیں اٹھائے گا۔“ (ابن کثیر جلد ۱۲ صفحہ ۴۵۵)

اس خطبہ میں مخاطب صرف اہل مدینہ تھے مگر آپؐ کی باتوں کا کسی نے جواب نہ دیا۔ کیوں؟ تبسیر الخطبہ آپ نے اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر فرمایا میں تم کو اللہ کی قسم دلاؤں ہوں پس سچ کہنا کیا تم جانتے ہو کہ مدینہ میں مینٹھے پانی ہ

صرف ایک کنواں تھا جس کو میں نے اس وقت خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کیا جب مسلمان پانی تیشا خرید کر پیتے تھے۔ میں نے اسے اپنی جگہ خریدیں دیا خود پانی مسلمانوں کی طرح پانی پیتا رہا۔ بدلتیوں نے کہاں یہ سچ ہے تو آپؐ

تم مجھ سے کا پانی کیوں نہیں پینے دیتے پھر فرمایا میں تم کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ مسجد غنم بھی اور لوگوں کو نماز پڑھنے کی تکلیف بھی کیا میں نے زمین خرید کر اسے وسیع نہیں کیا؟ بلوایوں نے کہا ہاں یہی سچ ہے اس پر آپ نے فرمایا پھر تم مجھے اس میں نماز پڑھنے سے کیوں روکتے ہو پھر آپ کہا میں تم کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں سچ کچھ کہا کیا رسول اللہ نے میرے حق میں ایسا ایسا نہیں فرمایا تھا۔ بلوایوں کے دلوں پر ان باتوں کا اثر پیدا ہوا۔ مالک بن اشتر موقع پر پہنچ گیا ریدہی وہی مالک شتر ہے جس نے سب سے پہلے سیدنا عائشہ کے ہاتھ پر بیعت کی یہی جنگ صفین میں سیدنا عائشہ کے شکر کا کما نڈر تھا اور کسی کے متعلق حضرت عائشہ کے الفاظ میں "اشتر میرے لئے ایسا ہے جیسا میں نبی علیہ السلام کے لئے تھا۔" اور اس نے دوبارہ لوگوں کو سیدنا عثمان کے خلاف دیا۔ تاریخ ابن خلدون حطوط (۱۸) اس قیامت خیز وقت میں عبداللہ بن عباس بطور امیر سچ مکہ روانہ ہو گئے ایسے نازک موقع پر مدینہ کے کچھ لوگوں کا کچ کے لئے روانہ ہو جانا بھی ایک حیرت انگیز امر ہے۔ اس کے بعد بلوایوں نے محاصرہ میں اور شدت پیدا کر دی۔ دوسرا فقرہ کا نامور محقق ڈاکٹر طلحہ حسین اپنی تالیف عثمان بن مہدی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ کے گھر کے لوگ پانی کی شدت محسوس کرنے لگے

لے آج واقعہ کو لے متعلق پانی کی زحنی بندش کی کیا بناں سباؤں کی جیل سے علی کا اہل سنت کے محراب و منبر سے نہایت رقت انگیز الفاظ میں دہرائی جا رہی ہے حالانکہ یہ پانی کی بندش کی کیا بناں سرسبز زحنی ہیں اور صفحہ ہجرت، آخر اہل بیتان اور کذب کا بکثرت ہے شیعہ مذہب کی تمام معتبر کتاب میں ہر لایں پانی کو موجودگی میں نہیں لکھوا دانی کا ذکر تفصیل سے موجود ہے ہاں چند ایک حوالے پر قیامت کرنا ہوں۔

۱۔ محمد کو جب تک گھٹنے انھار میں پانی کی لگی ہوئی تو جابجائی دینے ہاتھ میں سلجھ کر لٹکتی خیمہ کو لڑت تشریف لے گئے اور جبہ قدیم کی قید کو لڑت چلے۔ حوالہ العیون ص ۹۰ قدم۔ رافضی الشہادت ص ۳۴ تم (۱) لکھ گھڑی

ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہؓ گستاخی محاصرہ کے اٹھارہویں روز بھوک اور پیاس کی شدت سے تنگ ہو کر آپ نے صحابہ اور امہات المؤمنین سے چا کر اگر ہو سکے تو میٹھا پانی بھیج دیں حضرت عائشہ نے تدبیر کر کے پانی پہنچا دیا۔ ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ بنت اوسینؓ سلیطہ سیدنا خذو النبیؐ کی بے بسی کا حال شک کا پائے اٹھیں آپ نے منور سا پانی لیا اور خرچہ پر سوا ہو کر قصر خلافت کی طرف روانہ ہوئیں۔ پانی پہنچنے کے علاوہ ان لوگوں نے آپ کو بخور کیا جن کی امانتیں سیدنا عثمانؓ کے پاس تھیں کہ تشریف لے جائیں اور ہماری امانتیں

اگر عارضہ گذشتہ صفحہ سے لگے باقیوں میں واقعہ کھلے آپ نے اپنے ہاتھ سے کچھ زمین کھودی فوراً ایک چشمہ سیٹھ پانی کا بہنے لگا اس پانی کو جابجائی اور ان کے ماعتوں نے پیا اور کچھ اسی پھر میں حضرت عائشہؓ غائب ہو گیا تصویر بلا منصفہ سید کا مہر ملا حوالہ العیون بابہ ۱۸۴۔ گلزار حجت فتاویٰ تاریخ التواریخ جلد ۲ ص ۳۲۵ سیدنا حبیبہؓ کا محرم کو کوثر میں موجود ہونا تجارت علی الختم کے طور پر کھنڈا ہے درہ صبح سے رات آپ و محرم کو کوثر پہنچے تھے (۸) محرم کے واقعات و الحدیث اور انصار پر امام حسینؓ کی بیاس کی شدت نہایت ہوئی تو امام حسینؓ کو بت دیا کہ کوثری رافضی الشہادۃ علیہ العیون اور باقیوں میں کھنڈا ہے کہ آپ بتے ہوئے تھے یہاں عباس کو حکم دیا کہ قوت سے پانی لاؤ عباس بڑی شجاعت سے یہیں شہیں بکھڑے اس رائیوں کوئی شخص آپ کا زخمی ہوا نہ شہید ہوا (تصویر بلا منصفہ ص ۳۲۵) معلوم نہیں وہ عباس کو قتل کرنے کے پانی لائے ہوئے باز گئے اور اپنے خاندان میں شک آگیا کچھ حیران کن امر ہے کہ زکریاؑ نے مگر شک اسلم ہی غائب ہوئے کہ شک نہ ہو۔

۳۔ محرم شب کو امام حسینؓ نے فرات سے پانی منگوایا۔ اور اپنے اصحاب سے فرمایا اسے پوئے بہار لاؤ آخری کو ہے اور وضو غسل کرو اور اپنے بیڑوں کو خوشبو لگا دو اور وہ تمہارے کفن ہوں گے اور خود ایک کفن ہو کر فوراً ربا علی باقرؓ لگا دے گے (حوالہ العیون)

۴۔ محرم کے متعلق علی ابن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ یہ عربی حکم آج نہایت میں سواروں اور میں پیادوں کو بھیجا گیا۔ تودہ پانی کی جنگیں سمیر لائے جابجائی پہنچا دیئے فلولاً وضو غسل کرو اور شہیدانہ طور پر شہید ہونے کی آمال میلاد اول (فتاویٰ ۵) حضرت جعفرؓ شکر دے کہ آپ کو تم کو دیا شہید لکھ گیا جانے جعفرؓ کی لکھا لاتی لکھ گھڑی

ہیں لاکر دیکھئے۔ لوگوں کا خیالی تھا کہ سوائے حضرت ام المؤمنینؓ کے ان حالات میں کوئی بھی قصر خلافت کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ مگر باغی راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے انہیں بتایا کہ میں صرف چند بیٹیوں اور دو سرگرم لوگوں کی امانتیں لینے کے لئے جا رہی ہوں مگر ان ملعونوں کو ذرہ بھر شرم نہ آئی چند ایک نے آگے بڑھ کر آپ کے خور کے منہ پر مارا۔ اور اس کی کمر کا پیچھا کاٹ لیا۔ پھر بدکار اور آپ کو مارنے کے تہذیب ہو گئیں۔ کچھ لوگ پیچھے گئے انہوں نے پیچھا باز نہ ہوا اور گھر تک پہنچا۔ اس بات پر تمام مومنین متفق ہیں کہ اُم المؤمنینؓ یتیم بچوں کی وصیتیں اور امانتیں حاصل کرنے آتی تھیں اور سابقہ پانی کا ایک شیشہ وہ بھی لاتی تھیں (ابن خلدون حملہ اول صفحہ ۱۰۸)

(بقیہ تاریخ گذشتہ صفحہ ۸۵) جسے طشت میں خشک کر لیا جاتے چل چل گیا تو آپ جیسے دھندلوا ہوا (معاذ پوچھ) لگاتے گئے عبد الرحمن بن عبد اللہ انصاری جاتے تھے کہ آپ کے بعد روزہ نہ لگائیں اور ہر گز تھے جیسے پہلے وہ لگائیں۔ جب آپ نورا لگا چکے تو اب انصاف نہ راجا کر دیا لگایا (طبری ص ۵۸۵ طبع دکن) بہر شہور شیعہ مورخ ابن علی لکھتا ہے کہ جب آپ مجھے رم ششوں سے مقابلہ کی سکت نہ رہی تو خشک ماندے اپنے خیمہ کے دروازہ پر بیٹھ گئے خیمہ کے اندر سے ایک خاتون نے آپ کو پانی کا پیلہ پیش کیا دوسری آت دی

سائینہ طبع لندن بائبل و مٹہ ص ۶۔
۷۔ مہاجر علی لکھتا ہے کہ جس قوم آپ (آپ) سے پہلے ذرات تک پہنچ گئے اور گویا پانی میں ڈال دیا (دیوانہ) اب ذرا دنیا سے شیعیت کی روایات قلابی بازی ملاحظہ ہو۔

۸۔ امام زنجی لکھتے ہیں حالت میں مخالفت کو فوج کو آواز دی کہ تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جو کچھ شیعہ کو پانی پلاوے۔ امین مسعودی فوج سے ایک درویش نکلا اس کے ہاتھ میں ایک ٹوٹی ہوئی کر لیجئے اور پیچھے امام اس کو خدا کی قدرت دکھانے کے لئے اپنے خیمہ کی طرف سے گئے اور دیکھو کتنا ایک گھر کا گھوڑا اس میں سے پانی نکلا دیکھو درویش سے فرمایا ہم پانی کے محتاج نہیں صرف ان ظالموں پر اتنا رحمت کرتے ہیں (خلاصۃ المصابہ ص ۱۱۷)

مصطفیٰ خلاصۃ المصابہ نے عجیب ذرا ہر پیش کیا ہے اکیلا دشمن کی فوج کے ایک آدمی کو پہاڑ سے کر کنواں کھودتا ہے اور پانی نکالتا ہے مگر دشمن ہاروں طرف کھڑے گویا تاشا دیکھ کر کچھ (باقی صفحہ ۸۷)

مخاصرہ کی شدت کے بعد ایک صحابہ کو شیشہ نشین ہو گئے۔ اگر کوئی نکلتا بھی تو تلوار لے کر نکلتا۔ ہذیلہ النبیؐ کا امن و سکون غارت ہو گیا۔ باغی شہر کے گلی کوچوں میں دندناتے پھرتے تھے خونریزی عام ہو گئی اس حالت میں بھی مصیبت العرطیہ کو وہ وقار بنا بار بار کھڑکی سے سرنگار کر رہا غیوں کو نصیحت کی کہ باوجود فساد سے بچنے کی تاکید کرتا رہا اللہ کی آیات اور رسول کی احادیث انہیں یاد دلانا مگر باغی سخت جواب دیتے رہے بقول طبری مخاصرہ کی مدت ۴۹ روزہ ہے (تاریخ طبری ص ۵۸۵ خلاصۃ)

اس حساب سے اندازہ لگائیے کہ اگر محاصرہ کے اٹھارہویں روز ہی آپ پانی کی شدت محسوس کرتے لگتے تھے تو باقی ۳۱ روز میں آپ پر آپ کے کنبہ پر کیا گذری ہوگی۔ اور کیا نصیر خلافت میں صرف آپ اور آپ کی زوجگان تھیں معلوم نہیں کتنے یتیم، لاوارث، بیواں اور فقرا و مساکین اس مکان میں موجود تھے۔ کتنے شہر خوار تھے اور کتنے بھوک اور پیاس سے بلب بلب کر رہا ہونے اور پھر سیدنا عثمانؓ کی آنکھوں کے سامنے جس شخص کی فیاضی جیسا عصمت، رحمت اور وقت قلب دنیائے اسلام میں مسلمات کا

(بقیہ تاریخ گذشتہ صفحہ ۸۶) پھر امام باقرؑ کا تہہ پر مگر خود بیتاب نہ دے اپنے کنبہ کی سیاسی عورتوں کو پانی پینے کے لئے دے دیا اور امام کو شہر خواروں کی حالت پر دم آگیا اور انہیں پیاس سے تڑپا دیکھ کر بھی ان پر رحم نہیں کرتا۔ یا للعیب۔ بہر حال شیعہ مذہب کی یہ چستانی روایات غلط کچھ سمجھنے کا نہ بھلنے کا تاریخی روایات سے بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ ۹ محرم کو کوفہ کے مصافحات میں پہنچے اور بحث و فیصل کے بعد عیدار بنو کے لئے تھکے سمیت کوفہ کے لئے کوفہ سے باہر بیرون کی جانب روانہ ہو کر کربلا کے مقام پر پہنچ کر شب باشی کے لئے قیام پذیر ہوئے۔ مگر بنو شعیان علی نے خطروں کو کھڑے کوفہ دیا تھا انہیں خوف پیدا ہوا کہ دشمن پہنچ کر آپ ہماری چھتیاں نکالیں گے تو ماری خیر نہیں سسڑتے۔ چاہے کھڑے آپ کو شہید کر دیا۔ اس سے پہلے بھی لوگ حملہ مصیفن کے سرگرم میں تھے ایسے وقت میں کربلا کی جنگ مکمل ہو چکی تھی اچانک لڑائی چھوڑ کر کتا ہزار ذہن پر توجہ کی شہادت کا سبب بن چکے تھے۔

ہوا۔ یوں نے جب دیکھا کہ امدادی فوجیں پہنچ جانے اور حج سے لوگوں کے واپس آ جانے پر سہ ماہی اپنے منصوبہ میں صرف نام ہی نہیں رہیں بلکہ مکہ کی دہ پاؤں کے درمیان باقی رہے تو انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے قصر خلافت پر ہلکہ لول دیا۔

شہادت | آسمان رات حق بود گر خون مبارد بر زمین

حسین بن عباسؑ کے والد راوی ہیں کہ ایام تشریق کے بعد بلوایوں نے قصر خلافت کو گھیرے میں لے لیا۔ بدینا عثمانؓ نے ایک بار پھر کوشش کی کہ یہ لوگ مل جائیں چنانچہ آپ نے اپنے مخصوص حضرات کو بلا بھیجا۔ اس وقت غیار بن عیاض نامی ایک بوڑھے صحابی آپ سے مصروف گفتگو تھے کہ حضرت عثمانؓ کے ساتھیوں میں سے غالباً کثیر بن الصلت کے تیرے مارے گئے۔ بلوایوں نے باہر سے قصاص کے نعرے لگانے شروع کئے (معلوم ہوتا ہے کہ نیا کبھی بلوایوں کے شریک کا تھے اور ان سے یہ غارتگی کی شان) میں کوئی ایسی حرکت سرزد ہوتی ہوگی کہ کثیر بن الصلت کے تیرے کا تھ نہ رہیں گے اور وہ بلوایوں کا غیار بن عیاض کا قصاص طلب کرنا اس بات کا مترتب ہے کہ نیا بلوایوں کے ساتھی تھے اور حضرت عثمانؓ کے پاس بلوایوں کے فرستادہ کے طور پر آتے تھے (بولت)

مگر آپ نے فرمایا میں اُس آدمی کو تمہارے حوالے کیے کہ سکتا ہوں جس سے میری حفاظت کرتے ہوئے یہ حرکت سرزد ہوتی ہے جبکہ تم میرے قتل پر آمادہ ہو۔ (طبری ج ۱ ص ۲۹۵)
(خلافت راشدہ ج ۲ ص ۲۹۵)

ایسا حالات زیادہ سنگین ہو گئے چنانچہ حضرت مروانؓ کی حضرت سید بن العاص اور حضرت مجبؓ بن ابی افسس نے بھی اپنے اپنے لوگوں کو لے کر مقابلہ میں ڈھکے ڈھکھان کی جنگ شروع کر دی۔

مشہد اور زخمی | میغوثہ بن افسس عبداللہ کے ہاتھوں شہید ہو گئے رفاعہ بن رافع انصاری نے حضرت مروانؓ کو اپنی دانت میں قتل کر دیا۔ مگر وہ

بچ نکلا۔ عبداللہ بن زبیرؓ بھی شدید زخمی ہوئے۔ قصر خلافت کے محافظ بھی ہتھے ہٹتے ڈوب رہے تھے۔ آپ نے فرمایا میں زیاد بن نفعم نہری اور چند دیگر آدمی شہید ہو گئے۔ بلوایوں نے ڈوب رہے میں آگ لگادی جنگ اندر پہنچ گئی اور آپ کے ساتھی بھاگ بھاگ کر گلیوں کی طرف بھاگ گئے اور گھر میں صرف سید عثمانؓ اور ان کے گھروالے رہ گئے جب بلوائی اندر پہنچے تو آپ قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہو گئے۔ اللہ اللہ! کس قدر تحمل سکون۔ امین! کا حامل ہے وہ عظیم انسان۔ کہ چاروں طرف قتل و غارتگری کا بازار گرم ہے مگر وہ رمل عظیم پر جا خنکے کے باوجود کہ بلوائی مجھے قتل کرنے کے بغیر ملنے والے نہیں نہایت سکون سے تلاوت قرآن میں مشغول ہو جاتا ہے۔

ایکے خواب :- اسی شب آپ نے ایک خواب دیکھا تھا کہ نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو شہادت دی کہ آج رات آپ ہمارے ساتھ افطار کریں گے (طبری ج ۱ ص ۲۹۵-۲۹۶)

آپ حب اس آیت پر پہنچے اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ ابْنُ اٰدَمَ اِنَّ اِنْسَانَ کَذٰبٌ حٰمِلٌ کَکْفٍ فَاَخَذُوْهُمۡ فَزَادُوْهُمۡ اِیْمَانًا فَاَقْبَلُوْا حَسْبًا اَللّٰهُ وَاَعْلَمُ الْوٰکِلِیْنَ تو مخاطب ہو کر فرمایا نبی علیہ السلام نے مجھ سے ایک اقرار لیا ہے اور میں اس پر قائم ہوں۔ استغنیٰ میں سیدنا ابوہریرہؓ کسی طرح اندر پہنچ گئے اور کہا یا قوم ہماری ادعو اس کی النجاة و تدعوننی الی النار۔ اے لوگو! مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلاتے ہو۔

(ابن خلدون ج ۱ ص ۲۹۵)

آپ کے کمرے میں کون کون لوگ داخل ہوئے اور کبھی شہاد | الفول ابن سعد کے پہلے ایک آدمی آپ کے کمرے میں

داخل ہوا۔ بڑا شعلہ میزے کے تھا اور دیکھ کر چلا گیا۔ پھر سیدنا علیؓ کا پروردہ یعنی محمد بن ابی بکرؓ تیرہ آدمیوں کے ہمراہ آیا اور آپ کی داڑھی پکڑی اور اسے کھینچا جس سے داڑھی میں گرنے کی آواز سنائی گئی۔ آپ نے اُسے فرمایا اسے پیچھے پھیر دی ورنہ پھوڑے سے پیچھے میری داڑھی

حضرت نے فرمایا آج شب کو تم ہمارے پاس روزہ افطار کرنا طیفات ابن سعد رحمہ اللہ یہاں پہنچ کر ایک سوال پیدا ہوتا ہے جس کا آج تک کسی نے جواب نہیں دیا۔ اگر کسی ایک آدمی نے کچھ کھا بھی ہے تو صورت اس قدر کہ یہ لوگ اس بات کی زندگی سے اکتا گئے تھے یعنی ہفت سال کی عمر میں آپ علیہ السلام نے اور بارہ سال خلافت کرتے گزر گئے مگر یہ کوئی جواب نہیں یہ محض ایک ممکنہ جو قسم کی تاریخی خدایں خانہ پڑی ہے۔

اصل حقائق جنہیں باوجود دیگر مختلف تاریخی روایات کی تائید حاصل ہے ان سے انحراف کر کے مرثیہ نے یہ عقاید جڑے ہوئے رکھے ہیں جو پہلو بہ پہلو کر لکھ جانے کی کوشش کی ہے حقائق، حقائق ہیں اور اپنی جگہ اٹل ہیں۔ گذشتہ صفحات کے بین السطور میں اس قسم کے اشارات پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ بعض مقامات پر تاریخی تفصیل اور شواہد سے ثابت کیا گیا ہے۔ یہ کہ فاروق اعظم کی شہادت سے پہلے زبیر زمین جس سازش نے جنم لیا تھا وہ حالات کے مطابق آگے بڑھتی رہی پہلی معمولی سی اور جب صحابہ کو کام میں سے ہی چند ایک کی انہیں تائید حاصل ہو گئی تو وہ سازش کھل کر سامنے آ گئی۔ بعض ناوک طبق لوگوں پر میرے یہ الفاظ گراں گذریں گے کیا میں ان سے یہ پوچھنے کی جرأت کر سکتا ہوں کہ کعب بن احبار نے کس بنا پر سیدنا نادیق اعظم کو کہا تھا کہ تین دن تک آپ شہید ہو جائیں گے۔ مدنیہ نے کس بنا پر ایسے ہی کلمات آپ سے کہیے تھے۔ سازشی محاصرہ کے ایام میں یوں۔ رہا حضرت علیؑ کو کوفہ کا ثالث بنانا تو ہے۔ سیدنا عثمانؓ کے سامنے مگر یہ محسوس نہیں حضرت علیؑ کو کیوں کہا گیا کہ یہ سب سازش تمہاری ہے اور آپ حاکمیت فیض میں مجلس سے اٹھ کر چلے گئے۔ یہ خلافت کے محاصرہ کے وقت آپؓ بنو امیہ سے کیونکر نکلا۔ جبکہ بہن قہر خلافت میں باقی صحابہ کو کام میں سے اکثر کے نام ملتے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ سیدنا عثمانؓ کے جنازہ میں بھی شریک نہ ہوئے۔ پھر سب بڑھ کر یہ کہ آپ نے انہی باغیوں کے کتبہ پر سفید خلافت قبول کیا اور انہی کے کتبہ پر مدینہ پہنچ کر کوہ دارا لمارت بنایا اور خلافت اتمام زمانہ انہیں ہی اپنا میراث بنائے رکھا۔

اگر حسینؑ علی سر رہا تو خلافت ہوتی ہی ان گنتی کے لوگوں کو بغیر کمر دار تک پہنچ دیتے آپ کی باقی زندگی بھی امن سے گذری اور وہ اس طرح ترقی کر کے چاروں کی تعداد میں بڑھ کر ان کی شہادت کا موجب نہ بنے اور آگے چل کر سیدنا حسنؑ کو ذلیل کرنے کا سبب بھی نہ بنے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آگے چل کر سیدنا حسینؑ کے قتل کا سبب نہ بنے۔

آج امیر یزیدؓ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اُس نے قاتلین حسینؑ سے قصاص کیوں نہ لیا۔ مگر آج تک اس طرف کسی نے توجہ نہ کی کہ سیدنا علیؑ نے قاتلین عثمانؓ سے قصاص کیوں نہ لیا۔ یزیدؓ نے قاتلین حسینؑ کو دربار سے دھکے دے کر نکال دیا تھا مگر سیدنا علیؑ نے انہیں بڑے بڑے عہدے تفویض کئے۔

میشتر سیدنا و النورؑ کی اپنی شہادت کے متعلق بشرائیں | عثمان بن عفان جس روز

شہید کئے گئے اسی روز صبح اپنے پہلوؤں سے وہ خواب بیان کیا جو انہوں نے دکھا تھا انہوں نے کہا میں نے گذشتہ شب رسول اللہؐ کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ نے مجھ سے فرمایا اے عثمان! تم ہمارے پاس روزہ افطار کرو ایسا ہی ہوا کہ آپؐ نے روزے کی حالت میں صبح کی اور اسی روز شہید کر دیئے گئے۔

کثیر بن الصلت الکندی سے مروی ہے کہ عثمانؓ اس روز سوئے جس روز قتل کر دیئے گئے۔ اور وہ جمعہ کا دن تھا جب وہ بیدار ہوئے تو کہا کہ اگر لوگوں کے یہ کہنے کا اندیشہ نہ ہوتا کہ عثمانؓ نے آرزو میں کیوں (یعنی خیالی پلاؤ پکایا تو میں تم لوگوں سے ایک حدیث بیان کرتا۔ ہم نے کہا اللہ آپ کو نیکی دے آپ بیان کیجئے ہم اور لوگوں کے قول پر نہیں ہیں فرمایا میں نے عالم رویا میں رسول اللہؐ کو دیکھا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم جمعہ کے روز ہم لوگوں میں موجود ہو گے۔

نوحہ عثمانؓ جو راوی کے خیال میں بہت انصاف پسین مروی ہے کہ عثمانؓ کسی قدر سو گئے۔ سیدار ہوئے تو کہا: تو نے مجھے قتل کر کے گئی۔ یہ کہنے کہا ایمان و مینو بزرگوں نہیں فرمایا کہ میں نے رسول اللہؐ اور ابو بکرؓ کو عمر کو خواب میں دیکھا ہے ان

اسے سم اسی امیر کو دوسرے نقطہ نگاہ سے دیکھنا چاہیے ہیں۔ محاصرہ کی مدت ۴۹ روز بیان کی جاتی ہے۔ باغی لشکر کو نہ اور دوسرے جہد مدینہ کی طرقت روانہ ہونے تو مقامی گورنر کو معلوم تھا جس راستے سے وہ لوگ گذرے پہلے بازی چلائے ہوئے گذرے۔ گویا تمام ملک کو معلوم تھا کہ یہ لوگ سیدنا عثمانؓ کے خلافت مدینہ جا رہے ہیں۔ مگر نہ تو مقامی گورنروں نے توجہ کی نہ عام لوگوں نے کوئی نوٹس لیا۔

عبداللہ بن سعد گزرتھیں میر مادیہ کو مطلع کیا۔ رابوہ شعلی اشعری کو فنی باغیوں کی روانگی کا علم ہوا۔ عبداللہ بن عامر کو بھی معلوم ہوا۔ مگر کسی گورنر نے باغیوں کو روکنے کی کوشش نہ کی۔ حالانکہ ان میں سے ہر ایک کے پاس پوری مملکت فتح کرنے کی طاقت تھی۔ پھر سیدنا عثمانؓ خود بھی انہیں خط لکھ کر بلاتے ہیں مگر ان میں سے کوئی ایک بھی لشکر کے مدینہ نہیں پہنچا۔ اگر کسی نے خفاہذا در پیش شکل کوئی دستہ فوج بھیجا تو وہ اس وقت پہنچا جب خلیفہ مظلوم کو شہید ہوئے کئی دن گذر چکے تھے۔ اور پھر انہیں ہر جہج کے لئے روانہ ہوتے تھے اس سے زیادہ حیرت انگیز وہ بات ہے کہ سیدنا ابن عباسؓ جو میر جہج تھے انہوں نے جہج کے موقع پر تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کے سامنے دو خط پیش کیا جس میں آپ نے اپنا معاملہ اور صفائی پیش کی تھی۔ طبری نے یہ تمام خط نقل کیا ہے۔ یہ خط تمام لوگوں نے سنا۔ مگر ایک بھی خلیفہ کی مدد کے لئے نہ پہنچا۔ ان تمام امراء کو تقریباً تیس سالوں میں بیان کیا ہے مگر کسی کی دیر کسی نے پیش نہیں کی خلیفہ مظلوم کی مدد کیوں نہ کی گئی۔ یہی وہ مرکزی نقطہ ہے جو رفض کے ذریعہ عالم اسلام میں سرایت کرتا ہوا ان عقائد کے چہرے سے نقاب کشائی میں مانع ہوتا آ رہا ہے۔

خلیفہ مظلوم کی مدد کیوں نہ کی گئی | عالم اسلام اس وقت دو فرقوں میں بٹ چکا تھا۔ عوام اور سادہ لوگوں مسلمانان بائیت کے پروردگار سے متاثر ہو کر خلیفہ مظلوم سے یقین ہو چکے تھے۔ دوسرے لوگ جن کے ہاتھ میں طاقت تھی مگر بائیت کی قریہ قریہ سستی اور شہر شہر میں پہنچتی ہوئی دسیہ کاریوں کو محض ایک

معمولی سی وقتی شورش سمجھتے تھے۔ تمام عمال اور ذمہ دار قسم کے لوگوں کا خیال تھا کہ یہ کچھ بھڑکناور شورش پسند مدینہ میں پہنچنے ہی ختم کر دے جائیں گے۔ انہیں یہ علم نہیں تھا کہ مدینہ النبی میں بھی ان کے دیر و دھماکتا کچھ خاصہ تعداد میں موجود ہیں جو اچھی خاصی ہمت کے حامل اور اچھی خاصی طاقت کے مالک ہیں۔

خلیفہ مظلوم کی شہادت کے بعد اور خاص کر سیدنا عثمانؓ کے ہاتھ پر باغیوں کی ہمت کرنے کے بعد حقیقت حال سامنے آئی تو تمام اپنے اپنے مقام پر کھٹ افسوس لائے گئے کہ ہماری معمولی سی کسبستی اور تساہل نے دنیا کے بے مثل فیاض، رحیم، کریم اور مجرب انبیاء انسان کو ہم سے چھین لیا ہے یہی وہ تھی کہ اصل صحابہؓ میں سے سیدنا علیؓ کے ہاتھ پر کسی نے بیعت نہ کی اگر اس ضمن میں سیدنا طلحہؓ اور سیدنا زبیرؓ کی بیعت کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے تو وہ بیعت تلواروں کے سائے میں لی گئی اور جب انہیں موقع ملا وہ مدینہ سے بے چل نکلے۔

میری ان سطور پر بعض لوگ ضرور ناگہوں چڑھائیں گے اور خصوصی طور پر لغزت و ملوکیت کے مصنف کے قسم کے لوگ یا ان کی آنکھ سے دیکھنے والے اور ان کے منہ اتسم کے لوگ۔ مگر میں ان سے یہ اپیل کروں گا کہ وہ خود خالی الذکر ہو کر ان واقعات و اسباب کا تجزیہ کریں۔ رائے والہ انہیں صاف نظر آئے گا کہ حق اسی بات کے ساتھ ہے جو راقم نے بیان کی ہے۔

حضرت سیدنا ذوالنورین کو اپنے
لیا سیدنا ذوالنورین کو اپنے قاتلوں کا علم تھا | قاتلین کے متعلق علم تھا چنانچہ آپ وہ آخری خط جو سیدنا ابن عباسؓ کے ہاتھ میں دیکھا انہیں کے نام بھیجا تاریخ کی تمام کتب میں موجود ہے۔

آپ نے لکھا: میں آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں اور میرے وہ ساتھی جنہیں خلافت کی طمع ہے یا جلد بازی سے کام لے رہے ہیں انہوں نے مجھے نماز سے روک دیا ہے اور میرے اور مسجد کے درمیان حائل ہو گئے ہیں۔

سازشیوں کے متعلق خلافت کی طمع کا تصور نہایت کم عقلی ہے۔ یہ سب پاپڑ تو بنی اگر تم کی وفات سے لے کر سرسرا کے خلافت ہوتے تک صرف غلطی ہی پھیلنے رہے۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ انہوں نے سیدنا فاروق اعظمؓ کے زمانے کے عاملوں کو الگ کر کے اموی یعنی اپنے کنبہ کے افراد کو عامل مقرر کیا۔ میں بتا چکا ہوں کہ ان عقل کے اندھوں اور بصیرت سے محروم لوگوں سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا تم نے یہ جو

کچھ لکھا ہے اس کا ثبوت تم کسی تاریخ کی کتاب سے ہم پہنچا سکتے ہو؟ اور کیا جو کچھ تم نے لکھا ہے اپنے ایمان اور وجدان کو حاضر ناظر رکھ کر لکھا ہے؟ یا تمہارے

دین و ایمان، رخص و سیادت کے مباحثوں میں اس حد تک گمراہ ہو چکے ہیں کہ تمہارے پاس السانیت و شرافت کی قسم کی کوئی چیز باقی نہیں رہ گئی۔ میں یہاں

ان عاملین کی فہرست پیش کر رہا ہوں جو سیدنا فاروق اعظمؓ کے مقرر کردہ تھے اور سیدنا عثمان کی خلافت کے ایام میں اپنے اپنے عہدوں پر قائم رہے۔

اور پھر میں یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ سیدنا امیر معاویہؓ کے سوا جو صدیق اکبرؓ کے زمانہ سے دمشق کے گورنر تھے ایک کبھی اموی نہیں۔ حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

کبھی امویوں کو اہم عہدوں پر فائز فرمایا تھا۔

۱۔ نافع بن عبدالمحارب خزاعی جو بحر قریشی تھے اور کہہ کے گورنر تھے۔

۲۔ سفیان بن عبد اللہ ثقفی تھے اور طائف کے گورنر تھے۔

۳۔ یحییٰ بن منبہ بنی نوفل کے خلیف تھے اور صنعاء کے گورنر تھے۔

۴۔ عبد اللہ بن ابی ربیع خزرجی تھے اور جند کے گورنر تھے۔

۵۔ میخزوم بن شعبہ ثقفی کو ذر کے گورنر تھے۔

۶۔ ابو موسیٰ اشعری البصرہ کے گورنر تھے۔

۷۔ عمرو بن عاص بنی سہم میں سے تھے جو مصر کے گورنر تھے۔

۸۔ عتبہ بن سعد انصاری مدنی کے گورنر تھے۔

۹۔ عبد الرحمن بن علقمہ کنانی فلسطین کے گورنر تھے۔

۱۰۔ عثمان بن ابی عاص ثقفی بحرین اور اس کے مضافات کے گورنر تھے۔

رحمۃ اللہ علیہما

در اصل شیعیت کی وسیہ کاریوں کا یوں اس طرح ذہنوں پر سوار ہو چکا ہے کہ آج اس کذب و بہتان کے بحر و ذخار سے صداقت کے موتی چھیننے کے لئے جس غواصی کی ضرورت ہے وہ رخص نے ہمارے ذہنوں سے چھین لی ہے۔

عثمانؓ! تجھ پر ریت کے ذروں، سمندروں کے قطروں، درختوں کے پتوں، بارش کے قطروں آسمان کے ستاروں سے اصنافاً مضاعفہ درود و سلام!

عثمانؓ! اسلام اور مسلمانوں پر تیرے جو احسانات ہیں ہم قیامت تک ان احسانات سے عہدہ بردار نہیں ہو سکتے۔

عثمانؓ! تیری مظلومانہ شہادت پر ہماری آنکھیں قیامت تک آنسو بہاتی رہیں گی۔

شہادت کے بعد:-

● عبد اللہ بن جحیم سے مروی ہے کہ عثمانؓ کے بعد میں کسی کبھی کسی خلیفہ کے قتل میں شامل نہیں ہوں گا۔ پوچھا گیا اسے ابو سعیدؓ آپ حضرت عثمانؓ کے قتل میں شامل تھے۔ فرمایا کہ میں ان کے عیوب کا تذکرہ بھی معاونت قتل سمجھتا ہوں۔

● ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اگر سب لوگ قتل عثمانؓ پر متفق ہو جاتے تو ان پر قوم لوٹ کر طرح پر طرح ہراسے جاتے۔

● زہراؓ لجرمی سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ نے خطبہ سنا یا کہ اگر لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے خون کا مطا لبہ نہ کیا تو ضرور ان پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے۔

● سمیع بن مہران سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ قتل کئے گئے تو حدیث نے

کہا اس طرح رائے ہاتھوں کا حلقہ بنا یا یعنی دسوں انگلیوں کے سروں کو ملایا
اسلام میں شکاف کئے جائیں گے۔ ایک شکاف ایسا ہوگا جسے پہاڑ بھی
پُر نہیں کر سکے گا۔

۱۔ ابو قلابہ سے مروی ہے کہ جب تمام بنی عدی کو جو صفحہ کا امیر تھا اس سانحہ کی
خبر پہنچی تو بہت رونا اور پھر کہا۔ یہ اس وقت ہوا جب خلافت نبوت آمدنی
چھین لی گئی۔ اور جری سلطنت ہو گئی کہ جس نے جن چیز کو پایا وہی اُسے
کھا گیا۔ یہ روایت دو طریقوں سے بیان ہوئی ہے۔

۲۔ کی یا بنی سعید سے مروی ہے کہ جب عثمان قتل کئے گئے تو ابو جہل الباعری
نے جو بدری تھا کہ اے اللہ میرے ہی لئے محمد پر واجب ہے کہ میں ایسا نہ
کردں۔ اور نہ ہنسوں یہاں تک کہ مجھے موت آجائے۔

۳۔ ابو صالح سے مروی ہے کہ عثمانؓ کے ساتھ جو کچھ کیا گیا جب اس کا ذکر
کیا جاتا تو ابو ہریرہؓ رو اُٹھتے۔ گویا میں اُن کو ہائے ہائے کہتے ہوئے سن
رہا ہوں اور اُن کی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں۔

۴۔ زبید بن علیؓ سے مروی ہے کہ زبیدؓ نے ثابت یوم الدار میں عثمانؓ پر دست ہاتھ

۵۔ اسحاق بن سوید نے کہا مجھ سے اُس شخص نے بیان کیا جس نے حسان
بن ثابت کو یہ کہتے سنا۔

۶۔ وکالہ اصحاب البیعی عیشہؓ

بدون تخص عند مات المہجد

ایکے اباعمر بن خنیق بیلادہ

اھسی دھنیانی البقیع الفقد

۷۔ مالک بن دینار سے مروی ہے کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے قتل عثمانؓ کے دن

عبداللہ بن سلام کو کہتے سنا کہ آج عرب ہلاک ہو گئے۔

۸۔ طاؤس سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ قتل کئے گئے تو عبداللہ بن سلام سے

بو جھانگیا کہ اہل کتاب اپنی کتب میں عثمانؓ کے مستحق کیا ہاتھ ہیں انہوں نے
کہا ہم قیامت کے روز انہیں قاتل اور تارکہ نعمت پر امیر پائیں۔

۱۔ خالد الرلیبی سے مروی ہے کہ اللہ کی مہارک کتاب میں ہے کہ عثمانؓ نے

عفان اپنے دونوں ہاتھوں اللہ کی طرف اٹھا کر کہتے ہیں کہ اے میرے

پروردگار مجھے تیرے مومن بندوں نے شہید کیا۔ چنانچہ سیدنا حسنؓ نے

ایک روز کوفہ کی مسجد میں منبر پر کھڑے ہو کر اپنا ایک خواب اس طرح بیان

کیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ حضور صادقؐ و مصدق عرشِ عظیم کا ایک پایہ بچو کہ

کھڑے ہیں کہ صدیق اکبرؓ شریف لائے اور آنحضرتؐ کے دوش مبارک پر بیٹھ

رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر فاروق اعظمؓ شریف لائے اور حضرت صدیق اکبرؓ کے

کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں عثمانؓ اس حالت میں پہنچ گئے

کہ اپنا سر دونوں ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے لکڑی سے تھکے اے اللہ العالمین اپنے

بندوں سے بوجھ کر انہوں نے مجھے کس جرم میں قتل کیا ہے اتنے میں دیکھتا ہوں کہ

عرشِ تھرا گیا اور اس میں سے دو پرانے زمین کی طرف خون کے جاری ہو گئے،

لوگوں نے سیدنا حسنؓ کا یہ خطبہ سن کر سیدنا علیؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ

نے سن لیا کہ سن لیا کہہ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں حسنؓ وہی کچھ کہہ رہے

ہیں جو انہوں نے دیکھا ہے۔

۲۔ جریر بن حازم نے عمر بن سیرین کو کہتے سنا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ

تم لوگوں نے مجھ پر تین کی طرح مانجا (یعنی ان کا تمام مال سے کھایا)

پھر انہیں قتل کر دیا۔

۳۔ حسنؓ سے مروی ہے کہ جب قاتلین عثمانؓ گرفتار کئے گئے تو ابن ابی بکرؓ

محمدؓ بھی گرفتار کیا گیا۔ اور گدھے کی کھال میں بھر کر جلادیا گیا۔

۴۔ عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ جب کوئی بخی قتل ہوتا ہے تو اس کی امت

سے ستر ہزار آدمی قتل ہوتے ہیں اور جب کوئی خلیفہ قتل ہوتا ہے تو اس کے

بدلے پٹیشن گزار آدمی قتل ہوتے ہیں۔ مگر سیدنا عثمانؓ کے قتل پر کم و بیش ایک لاکھ آدمی قتل ہوئے۔

عالم اسلام کا سب سے بڑا المیہ
کرام، لاکھوں تابعین اور کروڑوں تبع تابعین اور اربوں مسلمانوں کے دل کی دھڑکن بنی کا دو ہزار امداء اسلام اور مسلمانوں کا محسن اعظم بشرم وحیا کا پتلا۔ امت مرحومہ میں سب سے بڑھ کر علیم، کریم، متواضع، خدا ترس پورے اکیس روز مہر کنبہ کے بھوک اور پیاس کے شہداء سے نڈھال، تلاوت قرآن میں مشغول نہایت بے دردی، شقاوت، بے رحمی اور سفاکی سے شہید کر دیا جاتا ہے۔
آج ہمیں تاریخ کے کوئے کھدے سے نکلاش کرنے سے ایک رقی مجرہ بھی ایسی بات نظر نہیں آتی کہ اس (حامل کما الوالعزم من الرسل کی زبان سے آہ و فغان تو درکنار آفت تک کی آواز بھی نکلی ہو۔ اس کی شہادت کے بعد ایک زمانہ تک یعنی جب تک حضرت امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر تمام مسلمانوں نے بیعت نہ کر لی تمام عالم اسلام ایک شکستہ اور بے ملاج نشئی کی طرح ہچکولے کھاتا رہا۔ اور ان ہچکولوں میں کم و بیش ایک لاکھ فرزندان توحید کو اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنا پڑا۔

عثمانؓ نے تجھ پر لاکھوں درود و سلام!

کتابیات

ایوانعیم	حیات القلوب	مجلس المؤمنین
ترندی	الاستیصار	تہذیب
ایوانعی	فروع کافی	کتاب شیعہ
منظرہ بھوک و ڈھیل	طبقات ابن سعد	تحفۃ العوام
البقول	تاریخ خمیس	تفسیر مجمع البیان
طبری	ہدی الساری	تذکرۃ المعصومین
عرب خطاطی طحطاوی	منہاج السنۃ	ترجمہ قرآن
شیعان ہند مصنف ہر سٹر	بخاری	(مولوی مقبول)
مضامین مولانا شہر	حضرت عثمانؓ ڈاکٹر طلحہ حسین	ناسخ التواریخ
قیصر التواریخ	جللاء العیون	قصیدۃ الصداقۃ العظمیٰ
تاریخ ادودہ	شہید اعظم	عبرت نامہ اندلس
رجا کشی	منہجی الامان	ابن خلدون
اختیار الطوال	خلاصۃ المصاب	ابن اثیر
تفہیم المقال	حضرت عثمانؓ تاریخ اوریسیائی شیخی	ابن کثیر کی البدریہ والنہایہ
اعلام الوری یا اعلام الہدی	(مولانا محمد رفیع علی احمد عباہی)	وفاء الوفا للسمیع ودی
شرح ابن ابی الحدید	بنات رسولؐ	
اصول کافی	ہنج لایلائے	
سبیت صادم	فیض الاسلام	
خرائج وجرائج	قرب الاسناد	
شرح شریعہ جی	تفسیر صافی	
کتاب شہادت	مرآۃ العقول	
الفرق بن العرق		